REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO.R.N.61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP.-23.

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

جلد ۳۹

شمارہ ۳۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ

سالانہ ۶۰ روپے

ششماہی ۳۰ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے

فی پرچہ ۱ - ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ ہجری ۴ اخاء ۱۳۶۹ ہش ۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء

بفضلِ اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی۔ درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ॰

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ایک بابرکت وجود

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا "منور احمد" صاحب انتقال فرما گئے

۳۸ سال تک واقفِ زندگی کے طور پر خدمات انجام دیں

۵ سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر کے عہدہ پر فائز رہے

ربوہ — احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کی بزرگ اور خادم دین ہستی حضرت فضلِ عمر رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند محترم حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱۹ ستمبر ۱۹۹۰ء کی صبح پونے نو بجے اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر ۷۲ سال آٹھ ماہ تھی ——— !!

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف، واقفِ زندگی خادم دین تھے۔ ایم۔بی۔بی۔ایس کرنے کے بعد ۳۸ سال کے طویل عرصہ تک فضلِ عمر ہسپتال میں خدمات انجام دیں۔ آپ پانچ سال تک مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر بھی رہے۔ اُن دنوں حضرت فضلِ عمرؓ خود صدرِ مجلس ہوا کرتے تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف بڑھاپے اور دیگر عوارض کی وجہ سے کئی سال سے علیل تھے۔ تاہم ایک دن قبل یعنی ۱۸ ستمبر کی شام سانس کی ہلکی سی تکلیف لاحق ہوئی۔ ۱۹ ستمبر کی صبح پونے نو بجے کے قریب گھر ہی میں آرام فرما رہے تھے کہ اچانک حرکتِ قلب رک گئی۔ اور چند ہی لمحوں میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کو اڑھائی سال قبل دل کا شدید حملہ ہوا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے معجزانہ طور پر شفا عطا فرما دی تھی۔

حالاتِ زندگی

محترم حضرت صاحبزادہ صاحب ۱۳ جنوری ۱۹۱۸ء کو قادیان میں حضرت سیدہ اُمِّ ناصر رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے تولد ہوئے۔ ایم بی بی ایس پاس کرنے کے بعد ڈیڑھ سال تک گلینسی میڈیکل کالج امرتسر میں بطور ڈیمانسٹریٹر کام کرتے رہے۔ آپ نے بعد ازاں خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اور ۲۲ مئی ۱۹۴۵ء کو آپ کا پہلا تقرر نور ہسپتال قادیان میں بطور اسسٹنٹ انچارج (میڈیکل آفیسر) ہوا۔ تقسیمِ ملک کے بعد جب مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ کا قیام عمل میں آیا اور یہاں پر فضلِ عمر ہسپتال کا قیام عمل میں آیا تو آپ نے یہاں خدمات انجام دینی شروع کر دیں۔ ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء سے آپ کو چیف میڈیکل آفیسر کے فرائض سونپے گئے۔ مرکزِ سلسلہ میں ابتدائی بے سروسامانی کی حالت میں شروع ہونے والے اِس ہسپتال کو بعد ازاں آپ کے دور میں بہت ترقی نصیب ہوئی۔ چیف میڈیکل آفیسر کے عہدے پر آپ نے ۱۹۸۳ء تک کام کیا۔ یعنی ۲۴ سال تک اِس عہدہ پر فائز رہے۔

ہسپتال سے فراغت کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے گھر پر ہی پریکٹس کا سلسلہ جاری رکھا۔

خالص پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ محترم صاحبزادہ صاحب نے مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدیدار کے طور پر بھی ایک لمبا عرصہ خدمات انجام دیں۔ جن ایام میں مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت کا عہدہ سیدنا حضرت فضلِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اُن دنوں عرصہ پانچ سال تک (۱۹۵۴-۵۵ء تا ۱۹۵۹-۶۰ء) محترم صاحبزادہ صاحب کو بطور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمات انجام دینے کا موقعہ ملا۔

۱۹۵۵ء میں جب سیدنا حضرت فضلِ عمر رضی اللہ عنہ علاج کی غرض سے یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے تو محترم صاحبزادہ صاحب کو حضور رضی اللہ عنہ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ اس دورے کی تفصیلی رپورٹیں بھی آپ ارسال کرتے رہے جو الفضل کے صفحات کی زینت بنتی رہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب کو ایک طویل عرصہ تک حضرت فضلِ عمرؓ اور پھر حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی معالج کے طور پر خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر دو خلفائے کرام کی صحت کی رپورٹ ہر روز آپ کے ذریعے موصول ہوتی تھی۔ سالہا سال یہ سلسلہ جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے صاحبزادہ صاحب موصوف کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پوتے اور حضرت فضلِ عمرؓ کے صاحبزادے تھے، اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آپ کے ساتھ خصوصی محبت کا سلوک کرے اور آپ کے درجاتِ قرب کو ہر لمحہ و ہر آن بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء)

[illegible] ... فضلِ عمر پرنٹنگ پریس ... [illegible]

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۴ر اخاء ۱۳۶۹ ہش

پاکستانی حکمرانوں کا انجام

قرآنِ کریم کی آیت لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۔ کی روشنی میں جب ہم پاکستانی حکمرانوں کی تینتالیس سالہ تاریخ کا تجزیہ و احتساب کرتے ہیں تو ایک نہایت واضح، مُبرہن اور کھلا کھلا آئینۂ عبرت ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ؎

سجائے رکھتے ہیں چہرے پہ جو ہنسی کی کرن
نہ جانے رُوح میں کتنے شگاف رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا تو مَیں تمہیں اور بھی نعمتیں عطا کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔

قائدِ اعظم پاکستانی حکمران اوّل نمبر پر جناب محمد علی جناح کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن یہ حکمران عملی طور پر جناح صاحب مرحوم کے عمل و کردار سے کھُلی کھُلی بغاوت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مولانا عبد الحامد بدایونی نے بڑی لجاجت کے ساتھ مسٹر جناح سے عرض کیا تھا کہ اگر وہ جماعتِ احمدیہ کو "غیر مسلم" قرار دے دیں تو وہ اپنی ڈاڑھی سے اُن کے بُوٹ پالش کریں گے۔ مگر جناح صاحب نے بدایونی صاحب کو دھتکارتے ہوئے فرمایا تھا کہ مَیں ایسا نہیں کر سکتا۔ تمام کلمہ گو مسلمان اسلام میں داخل ہیں ؏

بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچہ سے ہم نکلے

مسٹر جناح ایک بااُصول سیاستدان تھے۔ ان کے دَورِ حکومت میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ ایک نامور اور نہایت مخلص احمدی پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے باؤنڈری کمیشن میں پیش ہوئے تھے۔ اور سالہا سال پاکستان کے وزیرِ خارجہ کے عظیم عُہدے پر فائز رہے۔ بعدہٗ آپ یو۔ این۔ او۔ کے معزز عہدوں پر فائز رہ کر صدر کے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ لیکن پاکستانی حکمرانوں کی بدترین احسان فراموشی ملاحظہ ہو کہ جماعتِ احمدیہ کو غیر مُسلم قرار دے کر اسے مظالم کا تختۂ مشق بنائے ہوئے ہیں۔ اور اپنے ہی قائدِ اعظم کے عمل و کردار کے خلاف کھُلی کھُلی غدّاری کر رہے ہیں۔ حالانکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ ۔ کہ جو اپنے مُحسن کا شُکر گزار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا شُکر گزار بندہ بھی نہیں بن سکتا ؏

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مُسلم لیگ جو بہت جلد مُلّاؤں سے مرعُوب ہو کر جماعتِ احمدیہ کی مخالفت پر اُتر آئی تھی اور وہ مُسلم لیگ جس نے پاکستان بنایا تھا وہ بہت جلد اپنے اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھی اور پھر کبھی برسرِ اقتدار نہ آئی ؏

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

۲۴ر اکتوبر میں ہونے والے انتخاب میں کامیاب ہونے کے لئے جناب محمد خان جونیجو ٹی۔وی پر واویلا مچا رہے ہیں کہ مسلم لیگ نے پاکستان بنایا تھا لہذا ووٹ اس کو دو۔ یہ خوب مسلم لیگ ہے کہ جس میں متعدد فتنہ پرور علماء اپنی اپنی پارٹیوں سمیت شامل ہیں ؏

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

علامہ اقبال پاکستان کے حکمران دُوسرے نمبر پر علامہ اقبال کا احترام کرتے ہیں لیکن عمل و کردار کے اعتبار سے وہ اُن کے ساتھ بھی غدّاری کر رہے ہیں۔ علامہ اقبال اُن کو یہ بات سمجھا کر فوت ہوئے تھے کہ ؏ دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

لیکن یہ حکمران بدترین احسان فراموشی اور ناشکری کا ارتکاب کرتے ہُوئے اسلام اور ختمِ نبوت کے ٹھیکیدار انہی مُلّاؤں کو تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ فتنہ پرور علماء ہیں جو ایک طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ پاکؐ کی پیشگوئیوں کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے ہی نامور لیڈروں کے خلاف ناشکری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ان کو یہ سزا دی کہ یہ تمام علماء تحقیقاتی عدالت کے سامنے مسلمان کی تعریف متفقہ طور پر پیش نہیں کر سکے۔ حالانکہ ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان کسے کہتے ہیں۔

نُصرتِ الٰہی ۱۹۵۳ء میں جب جناب دولتانہ پنجاب کے مسلم لیگی وزیرِ اعلیٰ تھے، مُلّاؤں کی میٹنگیں اُن کی کوٹھی پر ہوتی تھیں۔ جماعتِ احمدیہ کو ختم کرنے کے لئے ان علماء نے مُسلم لیگی لیڈروں کے ساتھ مِل کر بڑے خطرناک پروگرام بنائے تھے۔ اور احمدیوں کو تباہ کرنے کے لئے اُن کے گھروں پر نشانات بھی لگا دیئے گئے تھے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہایت ایمان افروز اعلان فرمایا تھا کہ :-

"خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے، وہ مجھ میں ہے۔ وہ مجھے اور میری جماعت کو ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ دُشمن ہی ذلیل اور شرمندہ ہوگا"

مارشل لاء لگا۔ دس ہزار کے قریب بلوائی ہلاک ہوگئے۔ مُسلم لیگ کے اقتدار اور دولتانہ کی کُرسی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ مولانا مودودی صاحب اور مولانا عبد الستار نیازی کو پھانسی کی سزا سُنائی گئی جو بعد میں معاف ہوگئی۔ اور جماعتِ احمدیہ ایک نئی شان سے سرفراز ہُوئی ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو (دُرِ ثمین)

عُلماء کا مبلغِ علم ۱۹۵۴ء میں تحقیقاتی عدالت قائم ہوئی۔ اس نے ان علماء کے سامنے یہ سوال رکھا کہ مُسلمان کی تعریف کریں تاکہ معلوم ہو سکے کہ احمدی اِس تعریف کے مصداق ہیں یا نہیں۔ چنانچہ مولانا مودودی صاحب بانی جماعتِ اسلامی، مولانا ابو الحسنات محمد احمد قادری، مولانا احمد علی نمائندہ جمعیۃ العلمائے اسلام، غازی سراج الدین صاحب مفتی محمد ادریس صاحب جامعہ اشرفیہ، شیعہ عالم حافظ کفایت حسین، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا محمد علی کاندھلوی، مولانا امین احسن اصلاحی، یہ سب پاکستان کے معروف علماء سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے مُسلمان کی جو تعریف اپنے بیان کے مطابق عدالت میں پیش کی وہ ایک دُوسرے سے متضاد اور متصادم تعریف تھی۔

ظاہر ہے کہ جب یہ علماء مُسلمان کی تعریف بھی متفقہ طور پر پیش کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو دِین کے دقیق مسائل و رُموز کو سمجھنے اور پھر اُس پر فتوے بازی کی صلاحیت ان میں کہاں سے آجائے گی؟

جسٹس مُنیر نے ان بیانات پر تبصرہ کرتے ہُوئے فرمایا تھا کہ اب صُورتِ حالات یہ بنتی ہے کہ اگر ہم اِن نو علماء کی تعریف سے اتفاق نہ کریں اور اپنی ایک الگ تعریف بنالیں تو اِن سب کے نزدیک متفقہ طور پر ہم دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائیں گے۔ اور ان میں سے کسی ایک کی تعریف سے اگر اتفاق کریں تو اس کے نزدیک ہم مُسلمان ہوں گے اور باقی تمام علماء کے نزدیک ہم دائرۂ اسلام سے خارج ہوں گے۔

یہ ہیں وہ نیم مُلّاں خطرۂ ایماں جن کو پاکستانی حکمران سر پر چڑھائے ہوئے ہیں ؎

گر قیامت یہ نہیں ہے تو قیامت کیا ہے
شہر تو جلتا رہا اور لوگ نہ گھر سے نکلے

جسٹس کیانی "آمریت کے سائے" کے صفحہ ۳۷۵ پر لکھا ہے :-

"لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی نے علماء سے مُسلمان کی تعریف دریافت کی تو علماء نے آپس میں مشورہ کے بعد کہا تھا کہ :-

"ہمیں اس کے لئے کچھ مہلت دیجئے تاکہ وہ تعریف بنا سکیں" تو جسٹس موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ :- "آپ کو ڈیڑھ ہزار سال کی مہلت مل چکی ہے۔ اس سے زیادہ کی مہلت دینا اِس عدالت کے اختیار میں نہیں"

جسٹس موصوف کا یہ تبصرہ ایک شاہکار ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ چودہ سو سال گزرنے پر بھی جب تم مُسلمان کی تعریف بلا تکلّف بیان نہیں کر سکتے تو تمہارے دِل کا چور پکڑا گیا ہے کیونکہ مُسلمان کسے کہتے ہیں یہ بات تو ہر مُسلمان کو معلوم ہونا چاہیئے۔

آخر پر وہ لکھتے ہیں :- "دسویں نمبر پر صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جو تعریف تحریری طور پر موصول ہوئی ہے کہ جو رسول اللہ کی اُمت میں سے ہو اور کلمہ طیبہ پر ایمان لاتا ہو۔ یہ مختصر تعریف جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیش کی گئی"

پس پاکستان کے حکمران اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسولؐ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ اپنے دو نامور لیڈروں اپنے قائدِ اعظم اور علامہ اقبال کے عمل و کردار سے بغاوت اختیار کرتے ہوئے اور اپنی عدلیہ کے دو نامور سکالرز کے فیصلوں کے علی الرغم ان فتنہ پرور مُلّاؤں کو ترجیح دیکر احسان فراموشی اور ناشکری کا جامہ پہنے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کی سزائیں بھگتتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اب اُن کی یہ حالت ہو چکی ہے کہ ؎

کہاں تک ہم مسلسل رُخ بدلتے جائیں کشتی کا ؛ وہیں طوفان اُبھرتا ہے جہاں ساحل سمجھتے ہیں

عبد الحق فضلی (باقی آئندہ)

خطبہ جمعۃ المبارک

جماعت احمدیہ کے وہ عناصر بھی جو بہت سی بدیوں میں مبتلا تھے اور وہی بدیاں لیکر باہر آگئے

انشاء اللہ تعالیٰ ہجرت کی برکت سے خدا کے فضل سے اصلاح پذیر ہوتے چلے جائیں گے اور ایک نئی جماعت پیدا ہونی شروع ہو جائیگی اور دنیا کے لحاظ سے بھی خدا کے وعدے ان کے حق میں پورے ہونگے اور بہت سی فتوحات عطا ہونگی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۱ر ظہور (اگست) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ ارشاد بہت گہرے معارف اور حکمتوں پر مشتمل ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ یہ قانون جو روحانی اور طبعی قانون ہے، اس کا اطلاق انسانی قوانین پر ممکن نہیں کیونکہ یہ حکمت اور بہت گہری حکمت جو اس چھوٹے سے کلمے میں بیان فرمائی گئی ہے اس کا معاملات پر اطلاق تبھی ممکن ہے جب معاملے کا فیصلہ کرنے والا عالم الغیب ہو یا ایسا طبعی قانون ہو جو ہمیشہ انصاف کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ پس اس پہلو سے دنیا کے قوانین میں اس حکمت کا کوئی بھی دخل نہیں۔ چنانچہ تمام دنیا میں انسان کے بنائے ہوئے جتنے بھی قوانین ہیں ان کی رو سے اگر کوئی شخص جرم کرکے یہ ثابت کرنا چاہے کہ میری نیت یہ نہیں تھی تو اس کے عذر کی پذیرائی نہیں ہوگی۔ اس کی یہ بات سنی نہیں جائے گی۔ کیونکہ دنیا ظاہر پر فتویٰ دیتی ہے اور ظاہر ہی کا فیصلہ کرتی ہے۔ اور

نیتوں کا علم صرف خدا تعالیٰ کو ہے،

سوائے اس کے کہ اس نیت کا کوئی ایسا اظہار لوگوں کے سامنے کیا گیا ہو جن کی گواہی قطعی ہو اور جج شک میں پڑ جائے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ شخص واقعی نیک نیت کے ساتھ یہ کام کرنے والا ہو۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ اس کو شک کا فائدہ دیدیا جاتا ہے۔ مگر ایسے معاملات بہت استثنائی ہیں۔ روحانی قانون میں اور طبعی قانون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا بتایا ہوا یہ بنیادی اصول یکساں کارگر ہے۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ جو عام طور پر معلوم ہیں۔ وہ تو یہ ہیں کہ اس ارشاد کا تعلق اجر سے ہے اور عموماً لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مراد اتنی ہی تھی کہ جو شخص جس نیت سے کوئی عمل کرے گا اس کے مطابق اس کو اجر ملے گا اور وہ عمل خواہ بظاہر نیک ہو اگر نیت بد ہے تو خدا کے ہاں وہ اپنے بد عمل کی جزا پائے گا اور عمل بظاہر دنیا کو برا دکھائی دیتا ہو لیکن اگر نیت نیک ہو تو اس کی خدا کے ہاں اچھی جزا عطا ہوگی۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں یعنی دوسرے جتنے ہیں کی۔ مگر قرآن کریم نے بعض مثالیں اس واقعہ میں پیش فرمائی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش آیا۔ ان کو ایک ایسے بزرگ ساتھی کے ساتھ سفر کا موقعہ ملا کہ جنہوں نے ظاہری طور پر بار بار ایسی حرکات کیں جو دنیا کی نظر میں معیوب ہے اور ناپسندیدہ تھیں اور ان ارتکاب کی حالت میں اگر وہ پکڑے جاتے تو دنیا کا قانون ان کو سزا دیتا۔ مثلاً راہ چلتے کسی کی کشتی کو اس طرح توڑ پھوڑ دینا کہ وہ سمندری یا دریائی سفر کے قابل نہ رہے اور ناکارہ ہو جائے۔ یہ وہ ایک فعل ہے جو دنیا کے لحاظ سے قابل مؤاخذہ ہے یا کسی بچے کو قتل کر دینا، یہ اور بھی زیادہ قابل مؤاخذہ بات ہے اور ان دونوں معاملات میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بات کھولی گئی تو معلوم ہوا کہ نہ صرف نیتیں نیک تھیں بلکہ عملاً خدا کے اذن پر ایسا ہو رہا تھا اور وہ ایک عارف باللہ بزرگ تھے جو اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے تھے بلکہ خدا کے اذن کے مطابق وہ معاملات طے کیا کرتے تھے۔ اس معاملے کو جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بعض فیصلوں پر اطلاق کرکے دیکھیں تو ان کی حکمت سمجھ آجاتی ہے۔ دنیا کی نظر میں آج بھی آپ کے بعض ایسے ارشادات قابل مؤاخذہ ہیں کہ جن کی رو سے آپ نے بعض شریروں کے قتل کا حکم دیا۔ درحقیقت وہ بزرگ جو کشفاً حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائے گئے تھے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی تھے اور یہ جو تجربے بیان کئے گئے ہیں، ان کی گہری حکمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت اور آپ کی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوسکتی ہیں۔

بہرحال عام طور پر اس ارشاد نبوی کا یہی مطلب سمجھا جاتا ہے کہ مراد صرف اتنی ہے کہ جزاء عمل پر نہیں بلکہ اس نیت پر مترتب ہوگی جو عمل سے پہلے ہے۔ ظاہری طور پر خواہ بدی کی گئی ہو خدا جانتا ہے کہ وہ فعل کرنے والے کی نیت کیا تھی۔ اس لئے قیامت کے دن یا دنیا میں [illegible] قدرت ہے اس کی رو سے وہ شخص سزا نہیں پائے گا۔ بلکہ جزا پائے گا۔ اور اسی طرح نیکیوں کا معاملہ ہے۔ اگر وہ نیکی کر رہا ہو لیکن نیت بد ہو تو ایسے نیک اعمال کی بری جزا ملے گی۔ یہ جزاء کا معاملہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خدا تعالیٰ کے ایسے فیصلے سے تعلق رکھتا ہے جو بالعموم یوم جزاء سزا میں ظاہر ہوگا اور اس کا ایک تعلق قانون طبعی سے ہے اور قانون طبعی بھی خدا کے مزاج کے مطابق ہے۔ اس لئے اگر آپ گہرا غور کرکے دیکھیں تو قانون طبعی بھی دراصل ایسے ہی نتائج ظاہر کرتا ہے جن کا اعمال سے بڑھ کر نیتوں سے تعلق ہو۔ مثلاً دنیا میں امن کے نام پر دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں نے بہت بڑی کوششیں سرانجام دی ہیں۔ اور بڑے بڑے فیصلے کئے ہیں۔ بعض اوقات جنگیں بھی کی گئیں۔ لیکن مقصد یہ بتایا گیا کہ امن کا قیام پیش نظر تھا اس لئے بعض صورتوں میں جنگ ضروری ہوگئی۔ اگر تو واقعۃً نیت امن کا قیام ہو اور انصاف کے ساتھ تمام ایسے معاملات میں جہاں امن کو خطرہ درپیش ہو ویسا ہی ردعمل ظاہر ہوتا ہو جو نیک نیت کے نتیجے میں ظاہر ہونا چاہئے تو یقیناً ان کوششوں کے نتیجے میں دنیا میں ایک دیرپا امن قائم ہوسکتا ہے مگر بار بار کی ایسی کوششوں کے باوجود جو گذشتہ تقریباً ایک صدی [illegible]

پڑی ہیں دُنیا آج تک امن سے محروم چلی آرہی ہے اور

خطرات ہیں کہ دُنیا کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔

ایک خطرے کو ٹالا جاتا ہے تو دوسرا خطرہ سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور دُنیا کو وہ امن نصیب نہیں ہوا جس کے نتیجے میں دل و جان کو چین ملتا ہے۔ بلکہ ظاہری امن کے باوجود دُنیا بے چین دکھائی دیتی ہے اور بے قراری ہے کہ بڑھتی چلی جارہی ہے۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ قانون کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے یہ درپردہ کام کرتا چلا جارہا ہے خواہ ان لوگوں کو محسوس ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ نیتوں میں چونکہ فساد ہوتا ہے اور خود غرضیاں ہوتی ہیں اس لئے امن کے نام پر کئے جانے والے سب فیصلوں میں رخنے پڑ جاتے ہیں۔ پس اعمال کا دارومدار نیات پر ہونے کا ایک مطلب یہ بنتا ہے کہ اگر نیتوں میں فساد ہو تو اعمال اس فساد سے بچ نہیں سکتے اور جلد یا بدیر اُن اعمال پر اُن بد نیتوں کا اثر ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اُن اعمال میں ایسا رخنہ پڑ جاتا ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ صالح اعمال نہیں کہلا سکتے اور اُن کے نتیجے میں نیک نتائج نہیں نکل سکتے۔

اسی طرح بدی کی بات ہے جو دنیا کو بدی نظر آتی ہو لیکن نیت نیک ہو۔ اس کی بھی بہت سی مثالیں ہیں اور اُن میں بھی بالعموم

آخر نیک نیت ہی کامیاب ہوتی ہے

اور بدی کا نتیجہ بد نہیں نکلتا اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ کیوں بعض دفعہ استثناء ہوتے ہیں؟ اس وقت میں اس میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن میں آپ کے سامنے مثال رکھتا ہوں کہ ایک دفعہ

کرنل محمد حیات قیصرانی صاحب

جو بہت ہی مخلص اور فدائی احمدی تھے اور بہت قابل سپاہی اور بہت بہادر اور بے خوف سپاہی تھے۔ اُنہوں نے مجھے یہ بتایا کہ آزاد کشمیر میں ان کو آزاد کشمیر کی فوج کے ساتھ بہت لمبا عرصہ کام کرنے کا موقعہ ملا ہے اور اس کے علاوہ پاکستان کی دوسرے علاقوں کی فوجوں کے ساتھ بھی وہ وابستہ رہے ہیں ویسے تو وہ بلوچ رجمنٹ کے تھے۔ کہتے ہیں کہ لیکن میں نے کسی علاقے کا سپاہی اتنا اچھا نہیں دیکھا جتنا آزاد کشمیر کا سپاہی ہے اس میں بہادری بھی ہے۔ اس میں قربانی کا جذبہ بھی ہے اور عقل سے بھی کام لیتا ہے۔ اس کی ایک مثال اُنہوں نے یہ دی کہ ایک دفعہ باقاعدہ جنگ تھی یا ہندوستانی کشمیر کے ساتھ چپقلش چل رہی تھی تو کرنل صاحب کی چونکہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ خطرے کے مقام پر آگے بڑھ کر سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا کرتے تھے اس لئے اس عادت کے مطابق وہ ایک مہم کے دوران آگے بڑھ کر ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں وہ دشمن کی گولی کا نشانہ بنائے جا سکتے تھے۔ ان کے قریب ہی پیچھے ان کا جونیئر افسر جو آزاد کشمیر سے تعلق رکھتا تھا وہ بھی آرہا تھا اس کی نظر پڑی کہ سامنے کے مورچے سے ایک ہندوستانی سپاہی نے بندوق کا نشانہ کرنل صاحب کو بنایا ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ لبلبہ دبا سکتا یعنی وہ ٹریگر کو دبا دیتا اور وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا اُس نے اچانک بہت زور کے ساتھ دھکا مار کے کرنل صاحب کو گرا دیا اور اس دوران وہ خود اس خطرے کے مقام پر آگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل فرمایا کہ وہ خود بھی مجروح نہیں ہوا اور اس پر گولی کا نشانہ ٹھیک بیٹھ نہیں سکا لیکن گولی چلائی ضرور گئی۔ اب یہ ایک مثال ہے۔ اگر فوج میں کوئی سپاہی کسی افسر کو دھکا مار دے اور پھر اس طرح ذلت کے ساتھ گرا بھی دے تو یہ ایک بہت بڑا جرم ہے۔ بعض دفعہ اس کے نتیجے میں اس کو بہت سنگین سزا مل سکتی ہے۔ میدان وہاں نیت ... کو گرایا جائے اور نیک نیت کی وجہ سے وہ بدی تھی ... نیکی کا ایک رنگ ... ہمیشہ کرنل صاحب یہ واقعہ اس کی تعریف میں بیان کیا کرتے تھے۔ ایک ظاہری بدی ... لیکن

نیت نے اُس کو حُسن عطا کر دیا۔

اس لئے قانون طبعی بھی جاری و ساری ہے اور یہاں خدا کی طرف سے جزاء دینے کا معاملہ نہیں تھا لیکن ایک طبعی نتیجے کے طور پر وہ

بدی نیکی پر منتج ہو گئی۔

اور پھر اس کی جزاء اس کو اس طرح ملی کہ اس کا ذکرِ خیر جاری ہوا۔ تو اعمال کا انحصار یقیناً نیتوں پر ہوا کرتا ہے لیکن بعض صورتوں میں نیتوں کا انحصار بھی اعمال پر ہوا کرتا ہے اور یہ مضمون آگے جا کر زیادہ گہرا اور اُلجھا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس کی طرف میں رفتہ رفتہ آپ کو متوجہ کروں گا لیکن اس وقت میں خصوصیت سے یہ بات آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو پاکستان میں جو حالات درپیش ہیں اُن کے نتیجے میں بہت سے احمدیوں نے وہاں سے ہجرت کی ہے اور میں نہیں جانتا کہ اُن سب کے پیش نظر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ نصیحت تھی یا نہیں تھی۔ جہاں تک حالات کی مجبوری کا تعلق ہے اس کا سب پر یکساں اطلاق ہو رہا ہے۔ اور بندے کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کے متعلق یہ فیصلہ کرے کہ اس کی پاکستان سے چلنے سے پہلے خدا کی خاطر ہجرت پیش نظر نہیں تھی بلکہ دُنیا کی خاطر ہجرت پیش نظر تھی۔ اس لئے دُنیا کے لحاظ سے تو وہ سارے مہاجر الی اللہ ہی کہلائیں گے اور اگر اُن کی نیتیں خاص طور پر خدا کی خاطر ایسی جگہ جانے کی نہیں تھیں جہاں انہیں اعلائے کلمۃ اللہ کی آزادی ہو۔ جہاں وہ آزادی کے ساتھ اذانیں دے سکیں، خدا کا ذکر کر سکیں۔ تبلیغ کر سکیں تو بھی اس حد تک ان کی نیتوں میں ایک صفائی موجود ہے کہ وہ خدا کی خاطر ستائے ضرور گئے تھے اور اُن میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اُن آزمائشوں کا مقابلہ کر سکتے، اس لئے وہ جگہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ ایسی ہجرت کو بھی "ہجرت للّٰہ" کہا جا سکتا ہے، وہ ہجرت الی اللہ نہیں ہو گی۔

وہ ہجرت جو "لِلّٰہ" بھی ہو اور "اِلَی اللّٰہ" بھی ہو

وہ ہجرت درحقیقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے غلاموں کی ہجرت تھی۔ اس سے پہلے ایک ایسی ہجرت تھی جو "لِلّٰہ" کہلا سکتی ہے "الی اللہ" کا محاورہ غالباً اُس پر صادق نہیں آتا یعنی ہجرت حبشہ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ

مَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

کہ جس شخص کی ہجرت خدا اور رسول کی طرف ہو وہ خدا اور رسول کو پا لیتے ہیں تو جس وقت ہجرت حبشہ ہوئی ہے اُس وقت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مصائب میں گھرے ہوئے اپنے اور بہت سے مخلصین کے ساتھ مکے میں موجود تھے۔ دو دفعہ ہجرت حبشہ ہوئی اور اس کے بعد پھر ایک لمبا عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مکے ہی میں مقیم رہے تو وہ ہجرت "اِلی اللہ ورسولہ" ان معنوں میں نہیں کہلا سکتی کیونکہ رسولؐ تو خود بغیر ہجرت کے وہاں بیٹھا ہوا تھا مگر یقیناً وہ للّٰہ تھی۔ یعنی اس میں خدا کے تعلق کا ایک دخل تھا۔ خدا کی خاطر تکلیفیں اُٹھانے والے جب ایک ایسے حال کو پہنچے کہ بات اُن کی حدِ برداشت سے بڑھ گئی تو اُنہوں نے ہجرت کی جو یقیناً اللہ کی خاطر تھی مگر اللہ اور اللہ کے رسول مکے میں اس سے زیادہ موجود تھے اپنے تعلق کے لحاظ سے جتنا اُس وقت حبشہ میں کہیں موجود ہوں گے۔ یعنی خدا کی ذات تو ہر جگہ ہے لیکن اپنے تعلق اور اظہار کی رُو سے وہ بعض جگہ زیادہ عیاں ہوتی ہے اور بعض جگہ کم عیاں ہوتی ہے تو سب سے زیادہ خدا کا جلوہ تو جہاں روشن تھا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے تو اسی سے استنباط کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ بعض ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی ہجرت میں یہ نیت داخل نہیں ہو گی کہ ایسی سرزمینوں کی طرف جائیں

جہاں خدا کا نام لینے کی آزادی ہو۔ جہاں خدا کا نام دوسروں تک پہنچانے کی آزادی ہو اور اس سے ہم خدا کا قرب حاصل کریں۔ مگر چونکہ خدا کی خاطر ستائے گئے ہیں اس لئے "لِلّٰہ" کہنا جائز ہے۔ لیکن کچھ اور بھی لوگ ہو سکتے ہیں اور بعض نتائج مجھے بتا رہے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جن کی نیت دراصل دنیا کی خاطر ہجرت ہے اور جب یہ بات ہجرت کی نیت میں داخل ہو جائے تو ہجرت ثواب سے بھی محروم ہو جاتی ہے اور نیک اثرات سے بھی محروم ہو جاتی ہے۔

ہجرت کے متعلق قرآن کریم میں کچھ وعدے دیئے گئے ہیں

کہ جو خدا کی خاطر خدا کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ سلوک فرمائے گا۔ ان وعدوں کا تعلق انہیں ہجرتوں سے ہے جو "لِلّٰہ" ہو اور "اِلَی اللّٰہ" ہوں، دوسری ہجرتوں سے ان وعدوں کا کوئی تعلق نہیں۔ پس ایسے لوگ ان باتوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور عملاً ہمارے ملک میں بدقسمتی سے نیتوں میں اس حد تک فتور داخل ہو چکا ہے کہ نیتوں کا فتور ہماری زندگی کے ہر شعبے میں داخل ہو گیا ہے اور بچپن سے ہی لوگوں کے مزاج میں نیتوں کا فتور پایا جاتا ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ ہم خدا تعالیٰ سے توقع رکھتے ہیں کہ احمدی اس پہلو سے خدا کے نزدیک سرخرو ٹھہریں گے مگر عملاً یہ بات معلوم کرنا بہت مشکل ہے اور بسا اوقات ہجرت کرنے والوں کو بھی معلوم نہیں ہوتی۔ چنانچہ بعض ہجرت کرنے والے ایسے ہو سکتے ہیں جن کی نیت خالصۃً دنیا کمانا ہو اور دنیا کے آرام حاصل کرنا ہو۔ ایسے ہجرت کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے ان دونوں باتوں کو ملا دیا ہے اور ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نرمی کے سلوک کے اس وعدے کا اطلاق ہو سکتا ہے جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو نیک اعمال کو بد اعمال کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ ان کا معاملہ خدا پر ہے۔ چاہے تو ان سے بخشش کا سلوک فرمائے چاہے تو ان کو پکڑے۔ تو ایسے لوگ جو ہیں ان کے لئے بھی یہی دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بخشش کا ہی سلوک فرمائے۔ اور ان کی نیتوں میں جو نیکی کا عنصر شامل تھا اُسے غالب کرتا چلا جائے اور بدی کے عنصر کو مٹاتا چلا جائے۔

پھر ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے باہر جانے والے دوستوں سے مغربی تہذیب کی آزادی کے ذکر سنے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ سنا ہوتا ہے کہ وہاں اس قسم کی سہولتیں مہیا ہیں کہ انسان قانون کی نظر میں مجرم بنے بغیر کئی قسم کے جرائم کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ عیاشی کے ایسے سامان موجود ہیں جن کے متعلق دنیا تعارض نہیں کرتی اور جب چاہے انسان جس طرح بھی چاہے عیاشی کی زندگی بسر کرے۔ ان کی نیتوں میں اگر یہ بات داخل ہو تو خواہ وہ لِلّٰہ ہجرت کرنے والے دکھائی دیتے ہوں، ایک اور قانون ان پر ضرور عمل کرے گا اور وہ قانون یہ ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ہجرت پھر اسی طرف ہوگی جس طرف اس کی نیت تھی۔ یعنی ہجرت کے باوجود وہ خدا کو پانے کی بجائے بد قماش لڑکیوں کو پالے گا۔ ہجرت کے باوجود وہ خدا کو پانے کی بجائے شراب اور جوئے اور اس قسم کی بداعمالیوں کو پالے گا اور اس کا دنیا میں جو انجام ہوگا وہ ظاہر کرے گا کہ اس کی نیت کیا تھی۔

پس

جہاں تک مہاجرین کا تعلق ہے

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں شخص کی نیت یہ تھی اور فلاں کی یہ تھی۔ مگر عمومی نصیحت کے ذریعے ان کو متوجہ کرنا ضروری ہے کہ اگر پہلے تمہاری نیتوں میں فتور تھا بھی تو اسے خوب کھنگال کر معلوم کرو اور اپنی نیتوں کو اب بھی صاف کرو کیونکہ جب تک عمل نیتوں سے رنگین نہیں ہو جاتے اُس وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ عمل جب نیتوں سے رنگین ہو جاتے ہیں تو پھر معاملہ حدِ اختیار سے باہر نکل جاتا ہے۔ اس لئے اُن کے یہاں کے اعمال یہ فیصلہ کرنے والے ہیں کہ وہ کس نیت سے چلے تھے۔ بہت سے ایسے مہاجرین میں نے دیکھے ہیں جو وہاں جماعتی نقطۂ نگاہ سے اچھے اعمال کرنے والے لوگ نہیں تھے۔ نہ وہ چندے دیتے تھے۔ نہ وہ نمازوں کی طرف متوجہ تھے۔ نہ جماعتی خدمت میں حصہ لیا کرتے تھے۔ لیکن یہاں آنے کے بعد دن بدن اُن کے حالات سنور نے شروع ہو گئے۔ نمازوں کے عادی بن گئے۔ جماعت کے تعلق میں آگے بڑھ گئے اور چندوں اور قربانیوں میں ماشاء اللہ غیر معمولی نمونے دکھانے لگے۔ ایسے لوگوں کے حال پر جب میں نظر ڈالتا ہوں تو مجھے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آجاتا ہے کہ جس کی ہجرت اللہ کی خاطر اللہ کی طرف ہوگی۔ وہ ضرور خدا ہی کو پائے گا۔ اور اس کی یہ کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ چنانچہ جو عظیم انقلاب برپا ہوا ہے۔

وہ انقلاب جو پاکستان سے آنیوالوں میں کثرت کے ساتھ برپا ہوا ہے

جس کے نمونے ظاہر و باہر ہیں، یہ درحقیقت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس خوشخبری کے نتیجے میں ہی ہے اور ہم اس کے نیک اثرات دیکھ رہے ہیں۔ لیکن یہ جو معاملہ ہے کہ انسان نیتوں کی وجہ سے اپنے اعمال پر غالب آجائے یہ ایک دو دن کا معاملہ نہیں ہے یہ ایک لمبا اور محنت طلب سفر ہے۔ نیت اگر اچھی ہو اور انسان کے اعمال میں بدی کا غلبہ ہو تو نیت کو اعمال پر غالب آنے کے لئے ایک لمبا وقت درکار ہوا کرتا ہے۔ اس کے لئے لمبی توجہ کے ساتھ محنت کرنی پڑتی ہے کیونکہ بداعمالیاں اتنی آسانی سے انسان کا پیچھا نہیں چھوڑا کرتیں۔ بعض قسم کے ایسے اعمال ہیں جن کی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس طرح دکھائی گئی کہ جہنم میں ایک شخص آگ کے تنور میں پڑتا ہے پھر وہ باہر نکلتا ہے اور پھر نجات پانے کی بجائے دوبارہ تنور میں داخل ہو جاتا ہے، پھر وہ باہر نکلتا ہے پھر وہ دوبارہ داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس نظارے کا یہ مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بتلایا گیا کہ

بعض شہوانی غلبے ایسے ہیں

جو انسان کو اسی حالت میں مبتلا رکھتے ہیں۔ ع

رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم ؛ دھوئے دھبے جامِ احرام کے

ہر رات یہی ہوتا ہے اور ہر صبح یہی ہوتا ہے کہ بعض لوگ نیت کرتے ہیں بدیوں سے نکلنے کی اور یہ اُن کی مثال ہے ورنہ وہ لوگ جو بدیوں سے نکلنے کی نیت ہی نہیں کرتے وہ تو ہمیشہ تنور میں رہتے ہیں۔ یہ نظارہ ان لوگوں کا دکھایا گیا ہے جو بدیوں سے نکلنے کی نیت کرتے ہیں جب اُن کی خواہشات اطمینان پا جاتی ہیں اور جب خواہشات جوش مارتی ہیں تو دوبارہ پھر اس تنور میں جا پڑتے ہیں۔ اس نظارے میں انسانی نفسیات کا ایک بہت گہرا پہلو بھی دکھلایا گیا ہے اور وہ پہلو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نیک نیتی سے اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہو تو جب اُس کو بدی کے نتیجے میں تسکین حاصل ہو چکی ہو اُس وقت نیت نہ کرے بلکہ جب بدی غلبہ مار رہی ہو اور جوش دکھا رہی ہو اُس وقت نیت کرے اور

اُس وقت اُس پر غالب آنیکی کوشش کرے۔

اگر ایسا کرے گا تو دوبارہ اس تنور میں نہیں پڑے گا۔ بار بار تنور سے نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ بدی کو تسکین مل گئی اور بار بار داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب باہر آگیا تو کچھ دیر کے بعد پھر جوش پیدا ہوا اور پھر انسان اسی گناہ میں مبتلا ہو گیا۔ تو یہ گناہوں میں سے ایک گناہ کی مثال ہے ایسے ہزارہا گناہ ہیں جن میں انسان اسی طرح مبتلا ہوتا ہے اور اسی طرح ان گناہوں کے ساتھ اس کی کشمکش رہتی ہے۔ لیکن کشمکش بھی انہیں لوگوں کا رہتا ہے جن کا نفسِ لوّامہ زندہ ہو۔ جن کا دل نہیں

بار بار توبہ کرے۔ ملامت کو لے کے جائے اور بار بار شرمندگی کا احساس ہو۔ اُن کے لئے بھی گناہوں پر غالب آنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ نظارہ ہمیں بتاتا ہے کہ بہت سے بدنصیب ایسے ہیں جو بالآخر ایسی حالت میں مرتے ہیں کہ وہ تنور کے اندر تھے۔ تنور کے باہر نہیں تھے۔ کیونکہ جو تنور کے باہر مرنے والے ہیں اُن کا یہ نظارہ نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دکھایا گیا۔ جو بد حالت پر مرتا ہے اُس کو سزا ملتی ہے۔ جو نیک حالت پر مرتا ہے اس کا نیک انجام ہوتا ہے۔ اس لئے صرف ایک مثال سے آپ سمجھ جائیں گے کہ اگر نیتوں کو یہاں آنے کے بعد بھی درست کر لیا جائے تو پھر کتنی بڑی جدوجہد کا آغاز ہونے والا ہے اور بہت لمبا وقت چاہیئے اور پھر درمیان میں ایک مشکل یہ ہے کہ نیتوں کا پتہ بھی نہیں چلتا کیونکہ ایک نیت کا اگر علم حاصل بھی ہو اور انسان سمجھ لے کہ میں اس معاملے میں ہمیشہ بدنیت رہا کرتا تھا اور میں نے اپنے آپ کو دھوکے میں مبتلا رکھا تھا' اس کے باوجود بہت سے دوسرے ایسے گناہ' بہت سے دوسرے ایسے عوارض ہیں جن کی تشخیص کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے اور ہر انسان کے لئے بڑا مشکل معاملہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی اس طرح تشخیص کر سکے کہ وہ جان لے کہ میری نیت بد تھی اس لئے بد نتائج نکلے ہیں۔ قرآن کریم نے حضرت آدمؑ کی بریت دیکھیں کس خوبصورت انداز میں بیان فرمائی۔ جہاں فرمایا کہ

لَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا

کہ آدمؑ خود تو بار بار توبہ کر رہا تھا اور استغفار کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ میں گنہگار ہوں لیکن خدا جو نیتوں کی کنہ سے واقف ہے وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ ہم نے اس میں بدی کا عزم نہیں پایا تھا۔ اس لئے تم غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ خدا نے ایک ایسے شخص کو نبی کے طور پر چُن لیا جس کی نیتوں میں فتور داخل تھا۔ اس کی نیت صحیح تھی اس کے باوجود اس سے غلطی ہوئی۔ پس چونکہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کا قانون ہر چیز پر حاوی

اور غالب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس غلطی کے بد اثرات سے بچا لیا۔ پس نیتوں کا معاملہ بہت ہی باریک ہے اور آخری طور پر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کسی کی نیت کیا ہے۔ اس لئے نیت کی پہلی اصلاح تو یہ ہونی چاہیئے اور وہ پہلا اور سب سے اہم قدم ہے کہ انسان غور کرے کہ میں کیوں مہاجر بن کے اپنے وطن سے نکلا تھا اور اگر نیت میں اس بات کا غلبہ نہ ہو کہ میں اللہ کی طرف جا رہا ہوں اور خدا کے ساتھ تعلق کے لئے مجھے وہاں زیادہ سازگار ماحول میسر آئے گا اور خدمت دین کی آزادی میسر ہوگی تو پھر ایسا شخص خطرات کے مقام پر کھڑا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ خطروں میں مبتلا ہو بلکہ بعض دفعہ ہجرت سے پہلے کی خدا کی راہ میں اُٹھائی ہوئی تکلیفیں اس کو سنبھال لیتی ہیں اور اُن تکلیفوں کی جزاء اس کی نیتوں کی اصلاح کا موجب بن جاتی ہے۔ اس لئے عمداً بالارادہ وہ نیت کی اصلاح نہ بھی کرے تب بھی خدا تعالیٰ ان تکلیفوں کی جزاء اسے دیتا ہے جو اُس نے خدا کی خاطر اپنے وطن میں برداشت کی تھیں اور اس کے نتیجے میں نیتوں کی اصلاح بھی شروع ہو جاتی ہے اور ساتھ ساتھ اعمال کی اصلاح بھی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر نیت میں اگر بدی کا عنصر غالب ہو تو پھر یہ بہت خطرے کا مقام ہے۔ ایسے لوگ پھر وہاں اگر اپنی بداعمالیوں کو چھپائے ہوئے تھے تو اس ماحول میں آکر وہ زیادہ ننگے اور زیادہ دلیر ہوتے چلے جاتے ہیں اور بالآخر ان کا بد انجام ہوتا ہے جس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ تو وہ مہاجرین جو اب تک تشریف لائے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، عمومی طور پر میرا تاثر یہی ہے اور مجھے اطمینان ہے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ یا اُن کی نیتیں خالص تھیں یا اُن کی نیتوں میں نیکی کا عنصر غالب تھا یا ہجرت راہ ضرور تھی۔ تکلیفیں اٹھا کر اُن سے گھبرا کر نکلے تھے یا انہوں نے خدا کی خاطر کچھ ایسے دکھ اُٹھائے تھے جو ظاہری طور پر دنیا کو نہ بھی معلوم ہوں لیکن دل اُن کے ہمیشہ خدا کی خاطر

دُکھوں میں مبتلا رہے' ان کی جزاء کے طور پر خدا نے ان کی نیتوں کی اصلاح فرما دی۔ مگر جو بھی ہوا اکثر صورتوں میں خدا کے فضل سے وہ لوگ جو ہجرت کرکے باہر نکلے ہیں وہ اصلاح پذیر ہیں لیکن نظام جماعت کو ان پر نظر رکھنی چاہیئے اور مسلسل کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اصلاح کا معاملہ ایک بہت ہی مشکل معاملہ ہے۔ ہزار بار بھی آپ کو سمجھاؤں تو آپ پوری طرح سمجھ نہیں سکیں گے کہ کتنا مشکل ہے اس لئے دعاؤں کے ذریعہ بھی ان کی مدد کریں اور اپنی مدد بھی کریں۔ اور جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے کوشش کرے ایسے لوگوں پر نظر رکھے جو رفتہ رفتہ بدی کی طرف بڑھ رہے ہوں کیونکہ وہی سب سے بڑے خطرے میں مبتلا ہیں اور گھیر کر اُن کو ہر طرح سے ذرائع اصلاح کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کو واپس لانے کی کوشش کریں اور

جو نیکیاں کر رہے ہیں اُن کی حوصلہ افزائی کریں۔

اُن کو احساس پیدا ہو کہ ہم خدا کے فضل سے پہلے سے اچھے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ رفتہ رفتہ جماعت احمدیہ کے وہ عناصر بھی جو بہت سی بدیوں میں مبتلا تھے اور وہی بدیاں لے کر باہر آگئے وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہجرت کی برکت سے خدا کے فضل سے اصلاح پذیر ہوتے چلے جائیں گے اور ایک نئی جماعت پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ اور دُنیا کے لحاظ سے بھی خدا کے وعدے اُن کے حق میں پورے ہوں گے اور بہت سی نعمتیں اُن کو عطا ہوں گی۔ لیکن جو بد ارادوں سے آئے ہیں اور دن بدن بدیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں' اُن کے لئے نہ دین رہے گا نہ دُنیا رہے گی اور دونوں طرف سے وہ نامراد دکھائے جائیں گے۔ اس لئے میں اُن کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر کچھ غلط قدم اٹھائے گئے ہیں تو توبہ کریں اور اپنی ہجرت کو خدا کی خاطر بنانے کی کوشش کریں اُس کی پناہ میں آئیں اور پھر دین بھی اُن کو عطا ہوگا اور دُنیا بھی عطا ہوگی۔

جہاں تک اعمال کا نیتوں پر دارومدار ہے وہ تو میں نے بیان کیا۔ اس کا ایک دوسرا حصہ ہے نیتوں کا اعمال پر بھی دارومدار ہوا کرتا ہے اور دراصل یہ ایک WISHES CIRCLE ہے WISHES CHAIN ہے۔ یعنی ایسی بدیوں کا ایک دائرہ ہے جو مزید بدیاں پیدا کرتی چلی جاتی ہیں اور پھر اُن کے نتیجے بڑے ہو کر پہلی بدیوں کو مزید تقویت دیتے ہیں۔ اس طرح بدیاں بڑھنے کا ایک مسلسل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جتنے بھی ممالک مثلاً مشرقی دُنیا کے ممالک ہیں اُن کے اندر بعض بُرائیاں ہیں جو اسی طرح بدنیتوں کو جنم دیتی ہیں اور مغربی دُنیا میں بھی بعض بُرائیاں ہیں جو بعض بدنیتوں کو جنم دیتی ہیں۔ مثلاً یہاں فحشاء عام ہو گئی ہے اور اس کی حیاء اُٹھ گئی ہے اس کے نتیجے میں ٹیلیویژن وغیرہ کے ذریعے یا اخبارات اور تصاویر کے ذریعے جو چھوٹی نسلیں ان باتوں کو دیکھتی ہیں باوجود اس کے کہ بلوغت کو نہیں پہنچی ہوتیں' اُن کی نیتوں میں یہ بات داخل ہو جاتی ہے کہ جب ہمیں توفیق ملے گی ہم اسی قسم کی بدیاں کریں گے اور جب نیتیں بد ہو جائیں تو دوسرے قومی اصلاحی ذرائع پھر ناکام ہو جایا کرتے ہیں۔

مشرقی دُنیا میں رشوت ستانی عام ہے

اور اپنی طاقت کا ناجائز استعمال اور طاقت سے ناجائز استفادہ ایک عام بیماری ہے۔ چنانچہ وہاں اگر آپ غور سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بھاری تعداد میں طالب علم اس نیت کے ساتھ بعض PROFESSIONS کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہوتا ہے کہ اس PROFESSIANS میں جا کر انہوں نے اس طرح دُنیا کمائی اور اس طرح وہ بڑے بڑے محلات بنانے میں کامیاب ہو گئے اور ایک اعلیٰ قسم کی زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اگر فوج کا کردار گندا ہو مثلاً' اور فوجی افسر بننے کا مطلب یہ ہو کہ بڑے بڑے پلاٹ ملیں گے' دُنیا کی رعایتیں ملیں گی اور افسر اپنی من مانی کارروائی کر سکے گا اور قانون کی دست برد سے بالا رہے گا۔ اگر یہ منظر کوئی قوم پیش کر رہی ہو یا کسی قوم کی فوج پیش کر رہی ہو تو فوج میں جانے والے جو بچے ہیں اُن کی نیتوں میں شروع میں ہی یہ فتور داخل ہو جاتا ہے۔

وہ اِس نیت سے فوج میں نہیں جاتے

کہ ہم اپنی جانیں پیش کریں گے اور ملک کے دفاع کی خاطر یہ یہ قربانیاں کریں گے اور اِس طرح اپنی قوم کی عزت بچانے کے لئے اپنی عزتیں مٹا دیں گے۔ بلکہ شروع سے ہی نیت یہ ہوتی ہے کہ جب ہم بڑے ہوں گے اور فوجی افسر بنیں گے تو اسی طرح ہی ہم قوم کے اموال پر قابض ہو جائیں، قوم کی عزتوں پر قابض ہو جائیں گے، قوم کے وقار پر قابض ہو جائیں گے جس طرح وہ لوگ جو ہمیں دکھائی دے رہے ہیں اُنہوں نے قوم کے ساتھ سلوک کیا تو وہ بداعمالیاں جو قوم پر غالب آجائیں وہ قوم کے حال ہی پر غالب نہیں آیا کرتیں بلکہ قوم کے مستقبل پر بھی غالب آجاتی ہیں۔ اور نتیجے دیتی ہیں۔

پس وہ نیتیں جو بداعمال پیدا کرتی ہیں، بعد میں بداعمال کے نتیجے بھی بدنیتوں کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کے نتیجے میں پھر نئے بداعمال پیدا ہوتے ہیں۔ تو بدیوں کے فروغ کا ایک بہت ہی خطرناک سلسلہ چل پڑتا ہے جس کو روکنا پھر انسان کی طاقت میں نہیں رہتا اور یہ عجیب بات ہے کہ دنیا میں تیزی کے ساتھ فروغ پانیوالی چیزیں بدیاں ہیں۔ نیکی بھی فروغ پاتی ہے لیکن آہستگی کے ساتھ اور پاؤں جما کر۔ بدی بہت تیزی کے ساتھ فروغ پکڑتی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں کہ دنیا میں زندگی کی مختلف قسموں میں سب سے زیادہ تیزی سے بڑھنے والی چیز بکٹیریا ہیں۔ وہ جراثیم جو زندہ چیزوں کی صحت پر حملہ کرتے ہیں اور دنیا کے ہر جانور، ہر سبزی اور ہر نوع کی مخلوقات سے اُن کا تعلق "پیرا سائٹ" کا تعلق ہوتا ہے یعنی اُن کے جسموں پر وہ غالب آتے ہیں۔ ان کے جسم کے سہارے زندہ رہتے ہیں اور اتنی تیزی سے وہ نشو و نما پاتے ہیں کہ ان کی نشو و نما کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ آناً فاناً ایک جرثومہ جسم میں داخل ہو کر بعض دفعہ چند گھنٹوں میں، بعض دفعہ چند دنوں میں ارب ہا ارب کی تعداد کو پہنچ جاتا ہے تو بدیاں بھی بالعموم اسی طرح تیزی کے ساتھ پھیلنے والی چیزیں ہیں اور نیکیوں کے لئے صبر چاہیئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ

نیکی آہستگی سے بڑھتی ہے

اور پاؤں جما کر آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کی جدوجہد بہت ہی اہم بھی ہے اور بہت مشکل بھی ہے۔ اتنے کٹھن مراحل ہیں کہ ان کے اوپر آپ غور کریں تو ہوش اُڑ جاتے ہیں کہ ہم میں طاقت کہاں ہے کہ ہم اِن ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں مگر خدا نے ہم پر جو ذمہ داری ڈالی ہے خواہ ادا نہ کر سکیں یعنی اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکیں۔ اگر اس راہ میں مارے جائیں تو یہی نجات ہے۔ یہ ناکامی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک توبہ کرنے والے کا نقشہ اس رنگ میں کھینچا جس کی تفصیل سے مَیں پہلے بھی آپ کو آگاہ کر چکا ہوں مگر اب صرف وہ حصہ بیان کرتا ہوں جس کا اس مضمون سے تعلق ہے۔ ایک سالہا سال کا، عمر بھر کا گناہگار جب توبہ کرنے کی خاطر مصلح وقت کے ایک شہر کی طرف جا رہا تھا تو رستے میں اُس کو موت آگئی۔ لیکن مرنے سے پہلے وہ کہنیوں اور گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا جہاں تک اُس کی طاقت تھی اُس سمت میں بڑھتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ اُسے اس کی موت سفر کے اختتام سے پہلے آلے گی۔ وہ جانتا تھا کہ اس طرح گھسٹنے کے باوجود وہ شہر جو ابھی بہت دور تھا، جو تقریباً نصف فاصلے پر تھا اُس تک نہیں پہنچ سکے گا۔ لیکن نیت میں صفائی تھی اور نیت میں مضبوطی تھی۔ اس کا دل بے قرار تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو بدیوں کے شہر کو چھوڑ کر "الی اللہ" ہجرت کر سکوں۔ چنانچہ وہ اس تمثیلی نظارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یوں دکھلایا گیا کہ وہ گھسٹتا ہوا آخر دم تک کوشش کرتا رہا کہ وہ نیکوں کے شہر کی طرف بڑھ جائے۔ بہت ہی پیاری تمثیل ہے جس کی تفاصیل مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں لیکن یہ نکتہ آپ دیکھیں کہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بتلایا گیا کہ خدا کے فرشتے جو بدی اور نیکی کے فرشتے تھے،

اُنہوں نے اِس کا معاملہ خدا کے حضور پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں طرف کے فاصلے ناپو۔ اگر بد شہر جس سے وہ ہجرت کر کے نیک شہر کی طرف جا رہا تھا اُس مقام سے قریب تر ہو جہاں اُس نے جان دی ہے تو پھر اُس کو بدوں میں شمار کر لو اور اگر وہ شہر جو نیکوں کا شہر تھا جو اس کی ہجرت کا مقصود تھا وہ اُس جگہ سے قریب تر ہو جہاں اُس نے جان دی ہے تو اُس کو نیکوں میں شمار کر لو۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ بتاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک عجیب واقعہ ہے جس کو سُن کر روح پگھلتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا اور وہ جگہ ناپ رہے تھے تو جو بدوں کی طرف کی زمین تھی وہ لمبی ہوتی چلی جا رہی تھی اور اگر وہ ایک گز ناپتے تھے تو دراصل وہ ایک گز زمین نہیں ناپ رہے ہوتے تھے بلکہ تھوڑی زمین کو لمبا ناپ رہے تھے۔ یعنی دس انچ زمین اگر وہ ناپ رہے ہیں تو وہ زمین چونکہ کھچ گئی ہے اِس لئے ایک گز دس انچ میں پورا آگیا اور اگرچہ وہ فاصلہ تھوڑا تھا لیکن جب پیمائش ختم ہوئی تو وہ گزوں کے لحاظ سے بہت بڑا فاصلہ دکھائی دینے لگا اور دوسری طرف کے فرشتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ نے یہ سلوک فرمایا کہ وہ زمین سکڑنے لگی اور زمین تو زیادہ لمبی تھی مگر گز جب ناپتے تھے تو وہ تھوڑا دکھاتے تھے۔ یعنی زمین اگر دس گز کی ہے اور وہ سکڑ کر ایک گز رہ گئی ہو تو دس گز ناپنے کی بجائے وہ گز اس کو ایک گز دکھا رہے تھے تو دونوں طرف سے خدا کی رحمت نے یہ سلوک فرمایا کہ ایک طرف اُس کی بدیوں کے فاصلے زیادہ دکھائی دیئے جانے لگے۔ دوسری طرف اُس کی نیکیوں کی طرف کے فاصلے کم دکھائی دیئے جانے لگے۔ اور آخر خدا نے کہا کہ دیکھو یہ تو نیکی کے شہر کی طرف آگے بڑھ گیا تھا۔ اِس لئے اِس سے بخشش کا سلوک ہوگا تو نیتوں کی اصلاح اگر کر لی جائے تو صرف نیتیں کافی نہیں ہیں۔ وہ خدا جو نیتوں کو قبول کرنے والا ہے وہ بہت مہربان ہے اور اُس کی رحمت اور بخشش کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اِس لئے بظاہر نیت کی بات ہو رہی ہے مگر حقیقت میں نیت قبول کرنے والے کی بات ہو رہی ہے۔ اگر نیت میں صفائی ہوگی اور پاکیزگی ہوگی تو باوجود اِس کے کہ محض نیت اِس قابل نہیں ہوگی کہ بدیوں پر غالب آسکے اور بسا اوقات یہ بھی ممکن ہے کہ زندگی کا بقیہ سفر اتنا تھوڑا رہ گیا ہو کہ بدیوں والا اس کا سفر اس پر غالب آچکا ہو۔ زندگی کا اکثر حصہ اس نے بدیوں میں صرف کر دیا ہو تو نیتوں کی نیکی کے نتیجے میں اگر نیک اعمال رونما بھی ہو رہے ہوں اور وہ تعداد میں تھوڑے ہوں اور اپنی کمیت کے لحاظ سے بھی تھوڑے ہوں اور اپنی قوت کے لحاظ سے بھی تھوڑے ہوں تو پھر وہ قانون غالب آئیگا کہ اگر نیکی زیادہ ہے تو جزا ملے گی اور بدی زیادہ ہے تو سزا ملے گی۔ تو یہاں خدا کا فضل انسان کے آڑے آتا ہے۔ خدا کا فضل ہے جو نیتوں کے ایسے پھل لگاتا ہے جو نیتوں کے حق سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں پس نیتوں کو درست کر لیں اور یہ فیصلہ کریں کہ یہاں چلے آنے کے بعد آپ کی پہلی نیتوں سے آپ کا تعلق کٹ جائے گا۔ اور اب آپ اپنی ہجرت کو الی اللہ بنانے کی کوشش کریں گے۔ یہ مضمون صرف ظاہری طور پر ہجرت کرنیوالوں پہ صادق نہیں آتا بلکہ بہت وسیع مضمون ہے اور ہجرت الی اللہ کا مضمون جسم کی ہجرت سے اس طرح وابستہ نہیں کہ ضروری جسم کی ہجرت کیساتھ اس کا تعلق ہو۔ بہت سے جسمانی ہجرت کرنیوالوں سے اس کا تعلق ضرور ہے لیکن ان لوگوں سے بھی تعلق ہے جو جسمانی لحاظ سے ایک انچ بھی حرکت نہ کر رہے ہوں لیکن ان کا دل اللہ کی طرف مائل ہو چکا ہو اور ان کی ہجرت الی اللہ کا سفر وہیں سے شروع ہو چکا ہوتا ہے۔ پس ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ ساری جماعت کو اللہ تعالیٰ ہجرت الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ یہ دنیا اپنی بدیوں سمیت اتنی طاقتور ہے اور دنیا کی بدیاں دنیا پر اتنی غالب آتی چلی جا رہی ہیں کہ دنیا کو تبدیل کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ہاں اپنے آپ کو تبدیل کرنے سے ہمیں یہ سفر شروع کرنا ہوگا اور باوجود یہ کہ اپنے آپ کو تبدیل کرنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں اگر ہم اپنی نیتوں کو درست کر لیں گے تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ بشارت ضرور ہمارے حق میں پوری ہوگی کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوا کرتا ہے ؏

منقولات

پاکستانی سرکار احمدی مسلمانوں کو رسول پاک کا بدترین گستاخ کہتی ہے

روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۳۰-۹-۹۰ کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون کے سر پر دو روپے کا ایک پاکستانی نوٹ کا عکس بھی شائع ہوا ہے۔ اس پر ایک مہر ان الفاظ پر مشتمل لگائی گئی ہے کہ "قادیانی رسول پاک کے بدترین گستاخ ہیں۔ اس لئے واجب القتل ہیں"۔ یہی حرکتیں ان ملاؤں نے جنرل یحیٰی خان کے دورِ حکومت میں کی تھیں جس کی سزا ان کو یہ ملی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آدھا پاکستان کاٹ کر بنگلہ دیش میں تبدیل کر دیا تھا۔ اب ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ بد قسمت لوگوں کو ان سزاؤں سے [illegible] بلکہ یہ لوگ ہدایت پاکر اپنے آپ کو اور پاکستان کو خدائی غضب سے بچالیں۔ ——— (ایڈیٹر)

جماعت احمدیہ برطانیہ کی سالانہ کانفرنس

قادیان۔ گذشتہ دنوں یہاں موصولہ اطلاع کے مطابق منعقدہ (مرسلہ لندن ۲۰-۸-۹۰) ۲۹ جولائی ۱۹۹۰ء کو جماعت احمدیہ برطانیہ کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی اس کانفرنس کا افتتاح امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد نے کیا۔ اس کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے آپ نے پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے خطوں کے اقتباسات پڑھ کر سناتے ہوئے کہا کہ محض خدا اور اس کے رسول کا نام لینے کی وجہ سے بے گناہ احمدیوں پر بے بنیاد اور جھوٹے مقدمات دائر کئے جاتے ہیں اور اس ظالمانہ کارروائی کا شکار نہ صرف مرد ہی ہیں بلکہ عورتیں اور بچے بھی ہیں۔ جیلوں میں بھی بعض جگہ غیر انسانی سلوک ان احمدیوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ مگر یہ احمدی سب اذیتیں محض خدا کی رضا کی خاطر برداشت کر رہے ہیں۔ اور ان اسیران راہ مولیٰ نے جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے بھی خدا تعالیٰ کی نصرت کے نظارے دیکھے ہیں۔

پاکستان جل رہا ہے۔۔۔

آپ نے پاکستان کے مختلف سیاسی لیڈروں اور مذہبی رہنماؤں کے اخباری بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے پاکستان کی موجودہ سیاسی معاشی اور اخلاقی بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس قوم سے اس وقت ناراض ہے۔ ظلم اور زیادتیوں کی وجہ سے۔ یہ قوم ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔ آج اس ملک کے سیاستدان بیانات دے رہے ہیں کہ ملک جل رہا ہے اور ہمارا ملک غنڈوں کا معاشرہ بن چکا ہے۔ ان کو اس وقت ہوش نہ آئی جب احمدیوں کے گھروں کو جلایا جا رہا تھا۔ ملک کی تباہی کے سامان تو اسی روز سے شروع ہو چکے تھے۔

تعجب ہے کہ قوم اس بدحالی میں المدد المدد کہہ کر فوج کو آج بلا رہی ہے۔ حالانکہ پچھلے گیارہ سال میں فوج نے ملک کو وہاں پہنچایا جہاں یہ آج پہنچ چکا ہے۔ اگر ایک ظالم ڈکٹیٹر کے ہر ظلم پر خاموش نہ رہتا تو یہ ناممکن تھا کہ پاکستان کی یہ حالت بنتی۔ ملک کو نہ فوج بچا سکتی ہے اور نہ سیاستدان۔ پاکستان کے عوام کو صرف خدا سے فضل مانگنا چاہیئے۔ اور توبہ کرنی چاہیئے کہ جب خدا کسی قوم کو سزا دینے کا فیصلہ کرتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو بچا نہیں سکتی۔ صرف دعا ہی بچا سکتی ہے۔ آج بھی توبہ کر لو جنہوں نے ظلم توڑے ہیں اگر وقت آ گیا تو نسل ختم ہو جائیگی۔ اور ملک بچ جائے گا۔

پاکستانی کرنسی پر قادیانیوں کے خلاف پراپیگنڈہ؟

باوجود اس حالت کے احمدی مسلمانوں (قادیانیوں) کو جو دین کی خدمت کے لئے تلے ہیں۔ جنہوں نے حال ہی میں ۵۶ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم۔ ۱۱۵ زبانوں میں منتخب آیات کے تراجم۔ ۱۱۲ زبانوں میں منتخب احادیث کے تراجم اور دنیا کی ۱۴۰ زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کئے ہیں۔ اور بے شمار علاقہ میں کالج۔ اسکول۔ ہسپتال۔ مساجد تعمیر کر کے اصلی بنی نوع انسان کی خدمت کر رہی ہے۔ اس احمدیہ جماعت (قادیانیوں) کو پاکستانی سرکار رسول پاک کی بدترین گستاخ کہتی ہے۔ جس کی مثال پاکستانی کرنسی نوٹ آپ کی نظر پیش کیا جاتا ہے جس پر لکھا ہے (قادیانی رسول پاک کے گستاخ ہیں۔ اس لئے واجب القتل ہیں)۔

پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق۔

۲۲ فروری ۹۰ کی اخبار جنگ میں ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ جس کی سرخی تھی "پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق" اس رپورٹ میں پاکستان کی وفاقی حکومت نے امریکی وزارت خارجہ کی سالانہ رپورٹ کا نوٹس لیا تھا۔ جس میں پاکستان پر انسانی حقوق بالخصوص اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں الزام لگائے گئے تھے۔ یہ کہا گیا تھا کہ یہ تمام الزامات بے بنیاد ہیں اور مذکورہ رپورٹ پاکستان کی شہرت اور نیک نامی کو داغدار کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اس کا مقصد ملک میں بسنے والے اقلیتوں کو بدظن۔ بددل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ملک میں بسنے والی تمام مذہبی اقلیتوں کو نہ صرف عبادتگاہوں کو جانے کی مکمل آزادی ہے بلکہ ان عقائد کے پرچار کرنے اور ان پر عمل کرنے کی بھی مکمل آزادی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس آزادی کا بلا روک ٹوک استعمال کر سکتے ہیں۔ ان حالات امریکی محکمہ خارجہ کی مذکورہ رپورٹ میں درج غیر ذمہ دارانہ اور بے بنیاد قرار پائی ہے۔"

ناظرین آپ خود فیصلہ کریں کہ اس رپورٹ میں اور پاکستانی ملا کی عملی زندگی میں کتنا تضاد ہے۔ احمدی مسلمانوں کو اذان دینے اپنے سینہ پر کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کی پابندی ہے اگر وہ یہ کام کرے گا تو تین سال کی مشقت کی سزا دی جاتی ہے۔ [illegible] ننکانہ صاحب میں اسلام کے نام پر جو درندگی وحشی تماشے کی وہ آپ قارئین ہند سماچار ۹۰ کے پرچہ میں دیکھ ہی چکے ہیں۔

(۲) [illegible] پشاور کے ایک اخبار کے حوالے سے جہاں یونین کے مخالف دستہ کے ایک ممبر دانشور کو برہنہ کر کے اسلامیہ کو گھمایا اور اس پر تشدد کیا وہ اپنی بے عزتی کو بچانے کے لئے چلاتا رہا کہ مجھ کو آگ کی بھٹی میں جھونک دو پر بے عزتی نہ کرو۔ تشدد اور بے عزتی کی تاب نہ لاکر وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ کیا یہ رسول پاک کی تعلیم ہے۔ آج پاکستان میں کیا

پاکستانی ملا اسلام کے نام پر کلنک

اخبار "جنگ" کے ۶-۱-۹۰ کے شمارہ کے مطابق پاکستانی ملا جو اسلام کا ٹھیکیدار بیٹھ کر اسلام کو بدنام کرنے پر تُلا ہے اخبار لکھتا ہے۔

سرخی۔ "امام مسجد کو نابالغ مغویہ کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا" لڑکی ماں بننے والی ہے جو جلالپور جٹاں میں ملزم کے پڑوس میں رہتی تھی گرفتاری اچھرہ کی درسگاہ سے ہوئی۔

خبر۔ پنڈی بھٹیاں (نامہ نگار) جلالپور بھٹیاں پولیس نے گیارہ ماہ بعد لاہور سے ایک نابالغ مغویہ اور اس کے آشنا امام مسجد کو گرفتار کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالستار نامی شخص جو کہ ایک مسجد میں امامت کرتا تھا اس نے اپنے پڑوسی کی نابالغ لڑکی رابعہ کو ورغلا کر اغوا کر لیا جو اب بچے کی ماں بننے والی ہے۔ جلالپور بھٹیاں پولیس نے ان کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کر لیا تھا۔ مخبری ہونے پر اس کو اچھرہ کی ایک درسگاہ سے برآمد کر لیا گیا

طلباء کے ہاتھوں [illegible] ہو رہا ہے

اپنے طالب علم ساتھی کا قتل۔ ڈاکوؤں کے ہاتھوں گھر کے مالک کا قتل۔ رشتہ کے انکار پر قتل۔ رشتہ مرضی کے خلاف کرنے پر قتل۔ جلوس پر پولیس کا پتھراؤ پولیس کی جلوس پر فائرنگ۔ کیا یہ رسول پاک کی تعلیم ہے۔ ان بدبخت ملاؤں کو تو رسول پاک کی تعلیم کا علم نہیں ہے صرف نام کا مسلمان ہے۔

اس بات سے تاریخ گواہ ہے کہ احمدی مسلمان ایک سچا مسلمان ہے پاکستانی سرکار کے جواب سے نہ ہی امریکی دفتر خارجہ کی تسلی ہوگی۔ [illegible] میری یہ اپیل ہے کہ بھارت کے دفتر خارجہ کو امریکی دفتر خارجہ سے پاکستان میں اقلیتوں جس میں احمدیہ مسلمانوں کو بھی شامل کیا گیا ہے [illegible] انٹرنیشنل کے مندرجات [illegible] سے جو اس تشویش سے آگاہ کیا جانا ہے۔

[illegible] منصور احمد رحیم۔ سیکرٹری اشاعت احمدیہ پریس کمیٹی قادیان۔ پنجاب

درخواست دعا

محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی صحت و سلامتی اور خیر و برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔

قرارداد تعزیت

منجانب صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید انجمن احمدیہ و وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

بر وفات

محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ

رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبیرہ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تیسرے فرزند محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ۱۹ ستمبر کو حرکت قلب بند ہو جانے سے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ یکم فروری ۱۹۱۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ واقف زندگی تھے۔ اور تقسیم ملک سے پہلے نور شفا خانہ قادیان کے سب چارج تھے۔ پھر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آپ نے اٹھتیس سال تک خدمات بجا لائیں جسے آپ نے بطور چیف میڈیکل آفیسر ترقی دی آپ نافع الناس وجود تھے اور ہنس مکھ حلیم الطبع۔ ہمدرد اور باہمت تھے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ ذاتی معالج تھے اور حضور کے ۱۹۵۵ء کے سفر یورپ میں آپ کو معیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور پانچ سال تک نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے عہدہ پر فائز رہے۔ جبکہ حضرت مصلح موعودؓ صدر تھے۔

اس قومی صدمہ میں صدر انجمن احمدیہ پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ۔ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ دبیگم صاحبہ دختر حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ و حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نیز سارے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا و خاندان حضرت حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے تعزیت کرتی ہے۔ اور تمام دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور مرحوم کو آغوش رحمت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو ان کا سچا جانشین بنائے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اس تعزیتی قرارداد کی نقول مندرجہ ذیل بزرگان و پریس کی خدمت میں ارسال کی جائیں

۱۔ بخدمت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
۲۔ محترمہ بیگم صاحبہ محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
۳۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا
۴۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا
۵۔ محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ (ہمشیرہ)
۶۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب مع برادران و ہمشیرہ۔
۷۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
۸۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب و بیگم صاحبہ محترمہ (یو۔ایس۔اے)
۹۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان)
۱۰۔ محترم ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل ربوہ برائے اشاعت
۱۱۔ محترم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ بدر قادیان برائے اشاعت

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ نظارت علیا کی رپورٹ سے اتفاق ہے۔

مرزا وسیم احمد

ضروری اعلان

برائے

عہدیداران جماعت احمدیہ بھارت

① ۔ جملہ عہدیداران جماعت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مالی معاملات میں بے قاعدگی کو درست کرنے اور کروانے کی تمام تر ذمہ داری نظارت بیت المال آمد پر ہے۔ اس لئے ہر قسم کے لازمی و طوعی چندہ جات کی وصولی کے لئے جماعتوں میں نظارت ہذا کی طرف سے بھجوائی جانے والی رسید بکیں استعمال ہوتی ہیں۔ کسی بھی جماعت کو جماعتی یا صوبائی سطح پر رسید بکیں چھپوانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے لوکل فنڈ کے لئے بھی یہی رسید بکیں استعمال ہوتی ہیں۔

② ۔ رسید بکوں کی حساب فہمی کی تمام تر ذمہ داری جماعتوں کے سیکرٹریان مال پر ہے اور ہر قسم کے حسابات سیکرٹری مال کے ریکارڈ روزنامچہ میں درج ہونا ضروری ہے۔ دیگر سیکرٹریان جو چندہ تحریک جدید، وقف جدید اور لوکل فنڈز وغیرہ وصول کرتے ہیں وہ براہ راست نظارت بیت المال آمد سے رسید بکیں حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ سیکرٹری مال کے ذریعہ رسید بکیں وصول کریں گے۔

③ ۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ یہ دونوں ذیلی ادارہ جات ہیں یہ دونوں تنظیمیں اپنے لائحہ عمل کے مطابق کام کرنے میں آزاد ہیں لیکن مالی امور میں اگر ان کی طرف سے براہ راست یا کسی مجلس کی طرف سے بے قاعدگی ہو رہی ہو تو نظارت بیت المال آمد اس بے قاعدگی کے خلاف نوٹس لے سکتی ہے۔

④ ۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ بھارت کی طرف سے جملہ مجالس میں رسید بکیں مال مقرر کئے گئے ہیں اور اپنی اپنی مجالس کے چندہ جات وصول کرنے اور اس کے مطابق ریکارڈ رکھنے کی ان کی اپنی ذمہ داری ہے۔

⑤ ۔ خدام الاحمدیہ و انصار اللہ بھارت کی رسید بکیں الگ الگ ہیں ان رسید بکوں کا نظارت بیت المال آمد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ رسید بکیں مجالس کو اپنی اپنی تنظیموں کی طرف سے بھجوائی جاتی ہیں۔

⑥ ۔ کسی بھی مرکزی نمائندہ سے کہ خواہ اس نمائندہ کا تعلق نظارت بیت المال آمد سے ہو یا تحریک جدید و وقف جدید سے ہو۔ یا خدام الاحمدیہ و انصار اللہ سے ہو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ جماعتوں یا مجالس کے دورے پر کوئی رسید بک مرکز سے اپنے ساتھ رکھیں۔ اگر کوئی نمائندہ اپنے ہمراہ رسید بک لائے اور براہ راست جماعتوں سے یا مجالس سے چندہ جات وصول کرنے کی کوشش کرے تو احباب جماعت اپنے نمائندہ کو ہرگز کوئی چندہ ادا نہ کریں کیونکہ نظارت ہذا کی طرف سے اس بے قاعدگی پر پابندی لگائی گئی ہے۔

⑦ ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے منظور شدہ تحریکات مالی کے علاوہ کسی نمائندہ سے یا جماعت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ

بقیہ صفحہ ۲۲

۲۲

اپنے طور پر جماعتوں میں یا مجالس میں کوئی نئی تحریک کرے کسی بھی نئی مالی تحریک کے لئے نظارت بیت المال آمد کے توسط سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجازت و منظوری لینی ہوگی۔

میں امید کرتا ہوں کہ جملہ عہدیداران اور احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت ان امور کی پابندی فرما کر نظارت ہذا کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

حضور آپ کے لئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خوبصورت کلام "غزل آپ کے لئے" سے متاثر ہو کر خاکسار نے چند اشعار لکھے ہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت فرمایا ہے کہ "آپ کی غزل بہت پیاری ہے"۔

میری دعائیں ساری حضور آپ کیلئے ۔۔۔ دل میرا جان میری حضور آپ کیلئے
گر اذن ہو تو چرنوں میں ہی آپ کے رہوں ۔۔۔ گذریں تمام روز حضور آپ کے لئے
ہر حکم آپ کا ہو جان سے مجھے عزیز ۔۔۔ ہو انتہائے عشق حضور آپ کیلئے
زندہ رہوں جب تلک میں خلافت ہی ہو عزیز ۔۔۔ جب موت سے ملوں تو حضور آپ کیلئے
ہجرت میں اور وصال میں اللہ کرے ہمیشہ ۔۔۔ اللہ کی رحمتیں ہوں حضور آپ کیلئے
گلشن کے پھول باغوں کے پھل آپ پہ فدا ۔۔۔ مہکے چمن سارا یہ حضور آپ کے لئے
اسلام کی ترقی ہو پھر اور یہ بڑھے ۔۔۔ سہرے کے سارے پھول حضور آپ کیلئے
چھٹ جائیں سارے بادل روشن جہاں سارا ۔۔۔ یہ وقت جلد آئے حضور آپ کے لئے

میری دعائیں ساری کریں قبول باریؔ
ہیں یہ دعائیں ساری حضور آپ کیلئے

احمد اسمٰعیل انور
بریڈ فورڈ (انگلستان)

۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس کلام ۔۔۔ کا ایک مصرع۔

دیوار برلن ٹوٹنے پر

روک بنتی ہے جو دیوار گرا دی جائے ۔۔۔ قید آزادیٔ انساں سے اٹھا دی جائے
ابر آزادیٔ انساں کی اٹھی ہے ہر سو ۔۔۔ جو بھی دیوار غنا ہے وہ رستے سے ہٹا دی جائے
دوستی آدم کے قبیلے کو ملائے باہم ۔۔۔ ایسی ہر چیز زمیں پر سے مٹا دی جائے
دوستی ۔۔۔ کسی قوم کی زنجیر سے ۔۔۔ ایسے قانون کی مٹی بھی اڑا دی جائے
ٹوٹ کر گرنے لگے طوق و سلاسل ہمدم! ۔۔۔ جبر کے دیو کو زنجیر لگا دی جائے
جبر کی ایک صدی ٹوٹ رہی ہے دم اب ۔۔۔ اب تو آزادی کی جنگ جبر کی منادی جائے
نصف دنیا کہ جہاں دین پہ پابندی تھی ۔۔۔ اس کو اب مذہب فطرت کی ہوا دی جائے
جس جل جائیں غلامی کے یہ سارے بندھن ۔۔۔ دل ہیں محکوموں کے وہ آگ لگا دی جائے
[illegible] ہوا جس کی دنیا سے زائل، ۔۔۔ اس کے فیضان کو بڑھنے کی دعا دی جائے
حریت کی ابت کا نعرہ ہے ہمارا نعرہ ۔۔۔ پریم کے پیاسوں کو یہ بات بتا دی جائے
اہل یورپ تو بہم ایک ہوئے جاتے ہیں ۔۔۔ شرق والوں کو بھی ایکے کی دوا دی جائے
اپنے ہمسائے سے الفت ہے ہمارا آدرش ۔۔۔ یہ ملاقات تو آسان بنا دی جائے
سرحدیں پیار کے رشتوں میں بدلنے کے لئے ۔۔۔ ابن آدم کو مساوات سکھا دی جائے

میری نظروں میں ظفر ایک ہی ہے آزادی
یہ نئے عشق زمانے کو پلا دی جائے

ان راجہ نذیر احمد ظفر ربوہ

درخواست دعا

مورخہ ۲۰ ستمبر کو رات چار بجے مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش قادیان کا بلڈ پریشر بڑھ جانے سے ناک کی رگ پھٹ گئی اور کافی خون ضائع ہو گیا امرتسر سے تحقیقات ۔۔۔ کرائے گئے جو بفضلہ تعالیٰ سب ٹھیک ۔۔۔ کی شفا کے

خدا کی ذات کا ہم احمدی عرفان رکھتے ہیں

خدا کی ذات کا ہم احمدی عرفان رکھتے ہیں
محمد مصطفیٰ کے دین پر ایمان رکھتے ہیں
تعصب کی زباں سے ہم کو مت کافر کہو پیارو
محمد پر جو اترا تھا وہی قرآن رکھتے ہیں
وہی کعبہ وہی قرآں وہی کلمہ ہمارا ہے
محمد کی شریعت پر دلی ایقان رکھتے ہیں
محمد مصطفیٰ ختم رسل فخر دو عالم ہیں
وہ سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ شان رکھتے ہیں
ہمارے دل خدا کے پیار سے لبریز رہتے ہیں
خدا کی معرفت اور دین کا عرفان رکھتے ہیں
دعا مومن کی ہے اسلام غالب آئے دنیا پر
محمد کی حکومت کا علم لہرائے دنیا پر

دعا کا طالب:۔ خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے

اعلان بابت ادائیگی حصہ جائیداد

تمام موصیان کے لئے ادائیگی چندہ حصہ جائیداد کے قواعد و ضوابط تحریر ہیں۔

ضابطہ نمبر ۱:۔ مجلس کارپرداز کی صوابدید پر موصی کو اجازت ہوگی کہ اپنی زندگی میں اپنی کل جائیداد یا اس کے کسی حصہ کی حسب ضابطہ تشخیص کروا کے حصہ جائیداد ادا کرے۔

ضابطہ نمبر ۲:۔ تشخیص کے لئے موصی مجلس کارپرداز کو تحریری درخواست دیگا جس میں اپنی کل موجود الوقت جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا تفصیلاً مع اندازاً قیمتوں کے ذکر کرے گا۔

ضابطہ نمبر ۳:۔ اگر جائیداد کے کسی حصہ کی تشخیص کروانی مطلوب ہو تو اس کو معین کرنا ضروری ہوگا۔

ضابطہ نمبر ۴:۔ جائیداد کی قیمت کی تشخیص کے لئے مجلس کارپرداز ناظم تشخیص جائیداد اور مقامی جماعت کے مشورہ سے قیمت بازاری اور دیگر متعلقہ امور زیر غور لانے کے بعد فیصلہ کرےگی۔

ضابطہ نمبر ۵:۔ قیمت مشخصہ صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کے بعد نافذ عمل ہوگی۔

ضابطہ نمبر ۶:۔ بعد تشخیص حصہ جائیداد کی ادائیگی یکمشت یا بالاقساط دو سال کے عرصہ میں ہو سکیگی۔

ضابطہ ۶ الف:۔ ہر موصی کا ایسا مکان جس میں اس کی رہائش ہو یا بعد وفات موصی اس کے پسماندگان نے اس میں رہائش رکھی ہو اس کے بعد تشخیص ادائیگی کی میعاد پانچ سال ہوگی۔ اس شرط کے ساتھ کہ ہر سال کم از کم حصہ جائیداد کا ۱/۵ یا ۲۰ فی صدی حصہ ضرور ادا کریگا۔ دیگر ہر قسم کی جائیداد پر حصہ جائیداد کی ادائیگی ضابطہ نمبر ۶ کے مطابق ہوگی۔

ضابطہ ۶ ب:۔ موصی کے مکان مذکورہ ضابطہ نمبر ۶ الف کے حصہ وصیت کی ادائیگی کے دوران خدانخواستہ اگر موصی وفات پا جائے تو ورثاء کو یہ سہولت حاصل ہوگی کہ بقیہ ادائیگی بقیہ میعاد کے اندر کر سکیں لیکن ورثاء پابند ہوں گے کہ اس سہولت سے استفادہ کے لئے حسب قاعدہ نمبر ۸ کفالت پیش کریں جو مجلس کارپرداز کے نزدیک قابل قبول ہو۔

ضابطہ نمبر ۷:۔ حصہ جائیداد کی کچھ بھی ادائیگی مقررہ میعاد کے اندر نہ کر سکنے کی صورت میں تشخیص منسوخ متصور ہوگی۔

ضابطہ نمبر ۸:۔ مقررہ میعاد کے اندر حصہ جائیداد کی جزوی ادائیگی کی صورت میں اسی نسبت سے موصی کی جائیداد کا اتنا حصہ ادا شدہ متصور ہوگا۔ اور بقایا جائیداد کے لئے اسے نئی تشخیص کے لئے درخواست کرنی ہوگی۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

اہلِ ماریشس کو خراجِ تحسین

صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے شمال، مغرب، جنوب اور مشرق میں طوفانی دورے فرمائے اور ہر ملک کے عوام اور خواص تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا محبت بھرا پیغام پہنچایا۔ اسی سلسلہ میں ۲۳ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو حضور دنیا کے جنوبی کنارے پر ماریشس میں تھے وہاں کی مرکزی احمدیہ مسجد "دارالسلام" روز ہل میں جو خطبہ جمعہ دیا اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ماریشس میں احمدیت کی تاریخ کو جو اہمیت حاصل ہے اور اس نے جس طرح حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیغام پر لبیک کہا ہے اس سے ماریشس کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے اسی لئے اللہ کی یہ منشاء تھی کہ یہاں دو جمعے ہوں گے۔

فرمایا: ماریشس کی جماعت نے جس طرح محبت و اخلاص سے سارے قافلہ والوں کا خیال رکھا اور میری نصیحتوں پر جس قدر جلد عمل کرنے کی کوشش کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ایک بہت ہی نیک جماعت عطا کی ہے۔

فرمایا: اس ملک کے عیسائیوں، ہندوؤں اور بعض مسلمانوں نے بھی بہت عمدہ تمیز، سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے۔ جہاں تک حکومت کے وزیر اعظم کا تعلق ہے وہ روزمرہ کے اخلاقی تقاضوں سے بڑھ کر دفتری ملاقات کے علاوہ ہمارے کھانے پر بھی تشریف لائے۔ کئی گھنٹے ہمارے ساتھ بیٹھے۔ حکومت کے پروٹوکول کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انہوں نے بڑی بے تکلفی اور بہادری سے جماعت کے متعلق ایسے ایسے خیالات کا اظہار کیا کہ میں حیرت سے ان کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ ایک عام سیاسی لیڈر سے ایسی جرأت کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح قیام کے دوران بعض وزراء، دانشوروں اور عدلیہ کے ماہرین اور ججوں سے جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے ملاقات ہوئی۔ سب با اخلاق، منکسر المزاج تھے کوئی بھی متکبر نہ تھا سب ہی ذہین، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور روشن دماغ تھے۔ جماعت کے افراد اور باہر کے افراد کے متعلق میں نے یہی محسوس کیا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی صلاحیتوں اور اعلیٰ قدروں سے نوازا ہے۔

فرمایا: ایک اور اہم بات جس کا ذکر ضروری ہے وہ گزشتہ بزرگوں کی یاد اور ان کی تعلیم کو زندہ رکھنا ہے۔ ڈاکٹر لال دین صاحب نے ماریشس کی تاریخ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے بعد دو بزرگ آئے صوفی غلام محمد صاحب اور حافظ جمال احمد صاحب۔ صوفی صاحب رفیق حضرت اقدس بانی سلسلہ، متقی، عالم، مخلص اور وجیہہ شخصیت تھے جن کی دعوت الی اللہ سے بہت احمدی ہوئے جن کے وسیع خاندان نظر آتے ہیں۔ حافظ جمال احمد صاحب کو تو یہاں کا بچہ بچہ جانتا ہے انہوں نے لمبا عرصہ ماریشس میں دین کی خدمت کی۔

فرمایا: انسان کا سفر انفرادی ہو یا قومی بعض لوگ قومی نشان چھوڑتے ہیں ان تینوں بزرگوں نے بھی ہمیشہ پیچھے رہنے والے نقوش چھوڑے ہیں۔ مگر انسان خواہ (وہ تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہے) اس کے اثرات بھی باقی رہتے ہیں۔ قوم پر نہیں تو اپنے خاندان پر۔ تاہم وہ اثرات بہت اہم ہوتے ہیں۔

حضور انور نے آیت کریمہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر: ۱۹) کا حوالہ دے کر فرمایا کہ ہمیشہ نگاہ رکھو کہ تم آنے والوں کے لئے کیا نشان چھوڑ رہے ہو اگر اچھے نشان چھوڑو گے تو خدا سے اچھا اجر ملے گا اگر برے اثرات چھوڑو گے تو اللہ ان کے بارے میں بھی پوچھے گا۔

فرمایا: ایک اور اہم بزرگ حافظ عبید اللہ صاحب تھے جو تھوڑا عرصہ زندہ رہے مگر ان کے اثرات آج تک زندہ ہیں۔ عمر چھوٹی تھی لیکن نیکیاں بہت تھیں۔ ان کا مزار ماریشس میں ہے۔ صوفی غلام محمد صاحب تو واپس چلے گئے تھے لیکن حافظ جمال احمد صاحب بھی یہیں فوت ہوئے۔ اب حافظ جمال احمد صاحب اور حافظ عبید اللہ صاحب کے مزار پر دعا کرنے کی توفیق بھی ملی ہے۔ فرمایا دوسری نسل کے مربیان مختلف وقتوں میں آئے ان کی یادوں میں بعض تلخیاں بھی ہیں لیکن جماعت کی موجودہ حالت میں ان سب گزشتہ کام کرنیوالوں کی محنتوں کا دخل ہے۔

فرمایا یہاں مدبرین اور مفکرین سے ملاقات کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ سب سے اچھا تاثر اسمٰعیل منیر صاحب نے چھوڑا ہے۔ کوئی نہیں ملا جو ان کے وقت میں تھا اور اس نے محبت سے ان کا ذکر نہ کیا ہو۔ عیسائیوں اور ہندوؤں نے بھی ان کا ذکر کیا۔ سیاسی لیڈروں، عدلیہ کے ججوں نے بھی ذکر کیا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہر قسم کے ماحول میں کوشش کرتے رہے اور اچھے تاثرات چھوڑ گئے ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے مولانا اسمٰعیل منیر صاحب کو دعاؤں میں ساتھ یاد رکھنا چاہئے۔ فرمایا: ہمارے اسیرانِ راہ مولیٰ میں ان کا بیٹا بھی شامل ہے۔ الیاس منیر واقفِ زندگی ہے۔ بہت نیک صفات، مخلص، وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے والا نوجوان ہے۔ ان میں اخلاص، ایمان (اور استقامت) کی ایسی روشنی پائی جاتی ہے کہ ان کے خطوط کو دیکھ کر انسان آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے لگتا ہے کہ کس طرح ان کو نمونہ ایمان بخش دیا ہے کہ جن کو موت کے خطرات کی کوئی پرواہ نہیں بلکہ مزید چمکتا اور دمکتا نظر آتا ہے۔ ایسے اور بھی راہِ مولیٰ کے اسیر ہیں اس ذکر میں ان سب کا ذکر بھی شامل سمجھیں اور ان بزرگوں کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور جب ان بزرگوں کے لئے دعائیں کریں تو ان کی اولادوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فرمایا آپ میں سے بہت سے نوجوان ایسے ہیں کہ اللہ نے جو انہیں خوبیاں عطا کی ہیں وہ انہیں احمدیت میں صرف نہیں کر رہے مگر ان دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ ان خوبیوں کو اعمال میں ڈھال دے گا۔ پس سابق بزرگوں کے لئے دعا کریں اور اپنے لئے بھی دعا کریں کہ خدا وہ شعور بخشے جن کی شناخت کے بغیر بنی نوع انسان کی خدمت کا انسان اہل نہیں بن سکتا۔"

(الفضل ربوہ نومبر ۱۹۸۸ء)

درخواستِ دعا

عزیزم محمد الیاس صاحب منیر ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال میں قید ہوئے تھے۔ ۵ر فروری ۱۹۸۶ء کو انہیں سنٹرل جیل میں ہی ملٹری کورٹ کی طرف سے دی گئی سزائے موت سنائی گئی تھی جس پر اس نے الحمد للہ کہا کہ صحابہ سے ملنے کا موقعہ پھر ملے گا۔ ۱۲ر فروری ۱۹۸۶ء کو سزا کے خلاف اپیل مسترد ہو گئی اور پھانسی پر چڑھانے کی تیاری ہو گئی تو ۱۸ر فروری کو ہائی کورٹ نے رٹ پر سزا پر عمل درآمد روک دیا۔ اور ۱۰ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو جمہوری حکومت نے سزائے موت کو عمر قید (۲۵ سال) میں تبدیل کر دیا۔ انہوں نے جیل میں ہی ۸۰ کے امتحان میں فونی ذہانت کا سکالرشپ حاصل کیا اور اس سال ۸۰ کا امتحان بھی جیل میں ہی دے دیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نمایاں کامیابی سے نوازے اور باعزت بریت کے سامان اپنی رحمانیت کے صدقے جلد پیدا فرمائے تا حضرت اقدس اور احباب جماعت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں جو دن رات ان کے لئے دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ نیز ان کے دونوں بچے طارق الیاس (۷ سال) اور خالد الیاس (۴ سال) مع اپنی والدہ کے بھی خصوصی دعاؤں کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے اور جماعت کی خدمت کی خوب توفیق دے۔ آمین (ادارہ)

جماعتِ احمدیہ ہنسلو (انگلستان) کا تربیتی جلسہ

از مکرم چوہدری نصرت اللہ صاحب ناصر اڈیشنل جنرل سیکرٹری ہنسلو

جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد انگلستان کی جماعتوں میں تربیتی جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔ پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ ہنسلو کو محترم امام صاحب لنڈن مسجد کی طرف سے ہنسلو میں مورخہ ۲۶ر اگست کو جلسہ منعقد کرنے کی اطلاع ملی اس اطلاع کی روشنی میں ہنسلو احمدیہ مشن بیت النور میں ۵ شام ایک جلسے کا انعقاد ہوا۔ جس میں جماعت کے انصار۔ خدام لجنات اور ناصرات نے حصہ لیا اور اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق کو بڑھایا۔

یہ جلسہ محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی سابق ناظر دعوت وتبلیغ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوا جلسے کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ جو خاکسار نے کی اور تلاوت کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ از مکرم مرزا عبد الباسط صاحب نے کلام محمود سے نظم خوش الحانی سے سنائی۔ ازاں بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

پہلی تقریر محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی اصلاح نفس کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے اپنی جامع تقریر میں نفس انسانی کی تین حالتیں۔ امارہ۔ لوامہ اور مطمئنہ بیان کرنے کے بعد اصلاح نفس کے یہ تین ذرائع بیان فرمائے۔ اوّل شرک سے اجتناب۔ دوم عقوق والدین سے اجتناب سوئم جھوٹ سے قطعی اجتناب۔

دوسری تقریر محترم ... عبد الحی صاحب ناظر نشر واشاعت ربوہ کی تربیت اولاد کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے اس طرف توجہ دلائی کہ والدین کو شروع سے ہی اپنی اولاد کو جماعتی کاموں اور دینی کاموں میں حصہ لینے کی طرف راغب کرنا چاہیئے مثلاً جلسوں اور اجتماعات میں حاضری وقارِ عمل میں حاضری۔ نماز باجماعت کی طرف توجہ۔ یہاں کے مادی ماحول اور غلط معاشرہ سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

تیسری تقریر محترم محمد اسلم صاحب صابر پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی دعوت الی اللہ کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ دعوت الی اللہ یعنی تبلیغ اسلام واحمدیت کو اختیار کرنے سے انسان کی اپنی اصلاح بھی ہوتی ہے اور دوسرے کو صحیح راستے کی راہنمائی ہوتی ہے۔ داعی الی اللہ بنتے ہوئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کے مطابق نہایت ہی نرمی۔ خوش خلقی اور محبت کے ساتھ اسلام واحمدیت کا پیغام دوسرے احباب تک پہنچانا چاہیئے اور حق کا پیغام پہنچانے کے ساتھ ساتھ بارگاہِ ایزدی میں دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔

چوتھی تقریر محترم جناب مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ بھارت کی ہندوستان میں جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں پر ہوئی آپ نے بتایا کہ ۱۹۴۷ء میں صرف ۳۱۳ درویش قادیان میں قیام پذیر ہوئے۔ ان کی شادیاں وغیرہ ہوئیں اور اب لگ بھگ ۱۵۰۰ افراد قادیان میں ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کی زیر تنظیم جملہ نظارتیں کام کر رہی ہیں نظارت دعوت وتبلیغ۔ وقفِ جدید اور تحریک جدید کے ذریعہ تبلیغی کام وسعت اختیار کر رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق قادیان کے ارد گرد ... سالوں سے کام شروع ہوا ہے اور جو مسلمان سکھوں کے مواضعات میں رہ رہے تھے اور ان کے ماحول سے کافی متأثر تھے انہیں پھر اسلامی ماحول کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ اور قادیان کے ارد گرد بفضلہ تعالیٰ متعدد جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔

اُتر پردیش میں علاقہ ملکانہ و راجستھان میں کافی کام ہو رہا ہے حیدر آباد شہر میں اچھی بڑی جماعت ہے۔ اور اس کے قریب علاقے وارنگل میں گاؤں کے گاؤں جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اُڑیسہ میں بھی کافی جماعتیں ہیں۔ کیرنگ ضلع جمع ۵ ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے یہ سارا گاؤں بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہے۔ اور باقاعدہ اپنے سالانہ جلسوں کے ذریعہ اُڑیسہ کی جماعتیں تبلیغی کام سر انجام دے رہی ہیں۔ کشمیر میں بھی متعدد جماعتیں ہیں۔ کشمیر سرینگر میں بہت وسیع اور بڑی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ جس میں غیر احمدی احباب بھی جمعہ میں شرکت کرتے ہیں۔

کیرلہ میں بھی فعال جماعتیں ہیں جو ایک تنظیم کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ اسی طرح مدراس اور بنگلور وغیرہ میں کام بڑے اچھے پیمانے پر ہو رہے ہیں۔ بنگال میں اور آسام کے علاقوں میں تبلیغی کام جاری ہے۔ بعض جگہ کامیاب مناظرے ہوئے ہیں۔ ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت کلکتہ بمعیت مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں۔

مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے گئے ہیں۔ متعدد مقامی زبانوں میں جماعت کا لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔

صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایا کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے موقعہ پر جماعت دہلی جو بہت بڑی جماعت تھی پاکستان منتقل ہو گئی ایک وقت ایسا آیا کہ صرف تین چار افراد باقی رہ گئے تھے۔ دہلی حالات بڑی خراب تھے۔ لیکن اب بفضلہٖ تعالیٰ جماعت ترقی کر رہی ہے۔

۱۹۵۳ء کی جماعت کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک رؤیا کے ذریعہ آپ کو تسلی دلائی گئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب الوصیت کی طرف توجہ دلائی گئی جس میں حضور نے فرمایا ہے۔ یہ مت خیال کرو خدا تمہیں ضائع کر دے گا کیونکہ جماعت احمدیہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ دہلی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے ایک بڑی مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر ہو چکا ہے۔

آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی روشنی میں یہ بتایا کہ جماعت کی مخالفت کرنے والا ہر شخص کا کام نامراد ہوگا۔ حضور کے الہامات کے مطابق جنرل ضیاء الحق کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور چہرہ جھلس کر سیاہ ہو گیا تھا یہی وجہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کو دفنانے سے قبل قریبی رشتہ داروں کو بھی نہیں بتایا گیا۔

آپ نے بتایا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو باغ دینے کا اللہ نے وعدہ کیا تھا اور دو باغ اُن کو ملے۔ موسوی باغ اور عیسوی باغ اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دو باغ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ایک باغ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم ہوا۔ دوسرا باغ حضور کے مثیل حضرت امام مہدی کے ذریعہ قائم ہوا۔ یہ باغ بھی حضرت محمد رسول اللہ کا باغ ہے اور خدا اس باغ کی خود حفاظت فرمائے گا اور کبھی اس کو تباہ نہیں ہونے دے گا۔

آخر میں سوال وجواب کا موقع دیا گیا اور دُعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا +

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۸/۹ بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مکرم ظہیر ... صاحب ولد مکرم رشید احمد صاحب ساکن ٹونگ ضلع امرتسر پنجاب کا نکاح عزیزہ ... الظہر بلقیس صاحبہ بنت مکرم سید سلیمان صاحب مرحوم آف ... بہار کے ہمراہ بعوض حق مہر مبلغ بارہ ہزار روپے پڑھایا ہے۔ اسی خوشی کے موقعہ پر مکرم رشید احمد صاحب نے اعانت بدر اور دیگر مدات میں مبلغ یک ... روپیہ ادا کیا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے اس رشتہ کے کامیاب اور باعث برکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

ظہیر احمد خادم قادیان

درخواستِ دُعا

مکرم سید محمد ناشق حسین صاحب بھاگلپور سے تحریر فرماتے ہیں موصوف کا بیٹا بشیر عالم صاحب سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کیلئے اور اپنی صحت اور انجام بخیر ہونے کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

منقولات

مولانا حمید الدین شمس سے جماعت احمدیہ کے متعلق ایک انٹرویو

مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس کی تصویر کے ساتھ ہفت روزہ جنرل حیدر آباد میں یکم ستمبر کے پرچہ میں یہ انٹرویو شائع ہوا ہے جو قارئین بدر کی ضیافت طبع کے لئے درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

"ایڈیٹر آندھرا جنرل" نے احمدیہ مسلم مشن آندھرا پردیش کے انچارج مولانا حمید الدین شمس فاضل سے انٹرویو لینے کا پروگرام بنایا کیونکہ اِن دنوں جماعت احمدیہ اِن علاقوں میں کافی دلچسپی لے رہی ہے۔ اور ذرائع ابلاغ کو استعمال کر رہی ہے خاکسار نے پہلا سوال مولانا شمس سے یہ کیا کہ مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں کے علماء آپ کی جماعت کو مسلمان تسلیم ہی نہیں کرتے آپ کے پاس اپنے مسلمان ہونے کا کیا ثبوت اور وضاحت ہے ہم چاہتے ہیں کہ قارئین آندھرا جنرل کو بھی آپ کے جواب سے استفادہ کروایا جا سکے۔

مولانا شمس نے بتایا کہ مسلمانوں کے ۷۲ فرقے اگر ہمیں مسلمان نہ بھی تسلیم کریں تو ہماری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہی بہتر فرقے آپس میں ایک دوسرے کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کا فتوے دے چکے ہیں تو جب ان فتووں کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں تو ہمیں کون اس حق سے محروم کر سکتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ بنیادی بات یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی کیا تعریف کی ہے وہ دیکھی جائے حضور نے جو تعریف مسلمان کی بیان فرمائی ہے وہ چلے گی چودھویں اور پندرھویں صدی کے علماء کی تعریف نہیں چلے گی خواہ کتنا ہی بڑا عالم ہو۔ میرا یہ چیلنج ہے کہ تعریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی بیان فرمائی ہے کہ اُس کے مطابق دنیا کی کوئی طاقت جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے باہر نہیں نکال سکتی۔ اب سن لیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعریف فرمائی ہے حضور فرماتے ہیں کہ جس نے ہمارے قبلہ رُخ ہو کر ہماری طرح نماز ادا کی اور ہمارے ذبیحہ کو استعمال کیا ذالک المسلم وہ مسلمان ہے۔ لہذا ہمارا قبلہ وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہم اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں جو سُنت سے ثابت ہے اور ہم ذبیحہ کو ہی استعمال کرتے ہیں لہذا۔ ایسے علماء کو خدا کا خوف کرنا چاہئے وہ لوگ قیامت کے روز کیا جواب دینگے۔ جب ہر احمدی کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

بلند کرتے ہوئے اُٹھے گا جہاں تک بہتر فرقوں کا سوال ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ۷۲ فرقے ہدایت سے خالی ہونگے۔ اور ناجی ایک ہی ہوگا۔

میں نے سوال کیا کہ آپ ان علاقوں میں جو پھیل رہے ہیں اور مختلف علماء کی تنظیمیں آپ کی مخالفت کر رہی ہیں اُن کے مقابل پر کیا ردِ عمل ہے۔

مولانا شمس نے بتایا کہ جماعتِ احمدیہ کا پھیلنا تقدیر الٰہی ہے اور آج ۱۲۴ ممالک میں ہماری فعال اور متحرک مضبوط جماعتیں قائم ہو چکی ہیں ہمارے خلاف اِن علاقوں میں علماء ہر حربہ استعمال کر چکے ہیں۔

ہمارے خلاف عوام کو بھڑکانے کے لئے ہر جھوٹ اور بہتان لگا چکے ہیں اور ہم اس کے باوجود پھیلتے جا رہے ہیں کیونکہ ہمارے امام کا ہمیں حکم ہے کہ پیار اور محبت سے آگے بڑھنا ہے اور ہماری جماعت اُن علاقوں میں جہاں مسلمان اِسلام سے دور جا رہے تھے اُن کی خدمت کر کے اُن کو تعلیم دے کر اُن کو اسلام سکھا رہے ہیں۔ اور اس خدمت کا ذکر جن علاقوں تک پہنچتا ہے وہ لوگ کھنچے چلے آتے ہیں اگر بعض مقامات پر عارضی طور پر علماء نے سادہ لوح بھائیوں کو ورغلا کر ہم سے متنفر بھی کیا تو وہی لوگ چند ماہ کے بعد پھر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں کہ آپ ہماری نسلوں کو سنبھالو۔ لہذا دوبارہ اُن مقامات پر ہم نے اسلامی تعلیم سکھانا شروع کر دی اور اس خدمت کے نتیجہ میں اُن لوگوں کے دلوں میں جماعت احمدیہ کے متعلق محبت کے جذبات اُبھر آئے۔ ہمارا ردِ عمل آپ نے پوچھا ہے تو اِس کا جواب حضرت بانی جماعتِ احمدیہ کے الفاظ میں یہ ہے کہ۔

گالیاں سُن کر دعا دو پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

مولانا شمس سے میں نے یہ سوال کیا کہ آندھرا پردیش میں آپ کی کس قدر جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور ان کی فلاح کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں

جواب میں مولانا نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے کم و بیش چالیس نئی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور اب یہ حقیقت کوئی چھپی ہوئی نہیں کہ متعدد علاقوں میں ہمیں بلایا جا رہا ہے اور ہم اُن تک پہنچتے ہیں اور اُن کی خدمت کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ ہم اپنے بھائیوں کی نسلوں کو اِسلام پر قائم کر رہے ہیں اور اس میں ہمیں اللہ کے فضل سے کافی کامیابیاں مل رہی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں اور احادیث زبانی یاد کر لئے ہیں بلکہ احکام اسلام کو پیش کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اُن کے لئے مساجد کی تعمیر کروائی جا رہی ہے۔ تلگو اسلامی لٹریچر شائع کروایا جا رہا ہے۔ بلکہ لندن میں حضرت امام جماعت کی زیر نگرانی منتخبہ آیات قرآن مجید اور منتخبہ احادیث ہزاروں کی تعداد میں تلگو زبان میں شائع ہو کر ہمارے پاس پہنچ بھی چکا ہے۔ ابھی ان علاقوں میں خدمت انسانیت کی خاطر دوا خانے بھی کھولنے کا پروگرام ہے بہر صورت ہم ہر ممکن ان احباب کی ظاہری و باطنی فلاح کے لئے کام کئے جا رہے ہیں۔

مولانا شمس سے میں نے یہ پوچھا کہ آپ کی جماعت کو نامور شخصیتوں نے بھی قبول کیا ہوگا۔ اُن کا مختصر تعارف بھی قارئین کی دلچسپی کے لئے مفید رہے گا۔

آپ نے بتایا کہ اِس سال حضرت امام جماعت احمدیہ نے اعلان فرمایا کہ ایک ملک کے وزیر تعلیم نے جماعت احمدیہ کو قبول کر لیا جب کہ اسی سال ۲۰ پیرا ماؤنٹ چیفس نے اِس جماعت میں شمولیت اختیار فرمائی اس وقت تک افریقہ کے چار بادشاہوں نے احمدیت کو قبول کر لیا اور بعض ممالک کے وزراء اس وقت بھی احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور دنیا کے نامور سر محمد ظفر اللہ خان جو پاکستان کے وزیر خارجہ رہ چکے ہیں اور انٹرنیشنل کورٹ کے پریذیڈنٹ رہ چکے ہیں جماعتِ احمدیہ سے آپ کا تعلق تھا اور دنیا کے عظیم مسلمان جس نے سائنس کی دنیا میں تہلکا مچا دیا اور نوبل انعام حاصل کیا۔ میری مراد ڈاکٹر عبد السلام سے ہے وہ بھی جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دو سال قبل احمدیہ مسلم مشن افضل گنج میں بھی تشریف لائے تھے الغرض یہ تفصیل بہت لمبی ہے۔

قصہ طولانی ہے اک سفینہ چاہئے
اس بحرِ بیکراں کے لئے۔

*

خصوصی درخواستِ دعا

مکرم ولی احمد صاحب جن کو جماعت احمدیہ پینگاڈی کے سیکرٹری مال کی حیثیت سے نمایاں خدمت سلسلہ کی توفیق مل رہی ہے ان دنوں بعض عوارض کے لاحق ہو جانے کی وجہ سے بیمار ہیں اُن کی صحت کاملہ عاجلہ اور دینی دنیوی ترقیات کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

(ناظم وقف جدید قادیان)

احبابِ کرام۔ بدر کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

(ایڈیٹر)

فوری توجہ

احبابِ جماعت احمدیہ کو بخوبی یہ علم ہے کہ تحریک جدید کا مالی سال ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اس سے قبل ۲۰ر اکتوبر تک چندہ تحریک جدید کی وصولی کی رپورٹ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوتی ہے لہٰذا وہ احباب جنہوں نے اپنا چندہ تحریک جدید ابھی تک ادا نہیں کیا ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فوراً اپنا چندہ تحریک جدید ادا کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ نیز سیکرٹریان مال و تحریک جدید سے درخواست ہے کہ ۱۵ر اکتوبر تک مکمل وصولی چندہ تحریک جدید کر کے اپنی اپنی جماعت کا وعدہ جات و وصولی کی پوزیشن براہِ راست، مکرم ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن کی خدمت میں بھجوادیں اور اس کی ایک کاپی دفتر تحریک جدید قادیان میں ارسال کریں۔

آپ جانتے ہیں کہ دنیا کے سب ملکوں میں غلبۂ اسلام کے لئے جاری عظیم الشان جہاد کبیر کا نام ہی تحریک جدید ہے۔ اس کے ہر مجاہد کا نام تاریخ اسلام میں ادب و احترام سے یاد کیا جائے گا۔ چندہ تحریک جدید صدقہ جاریہ ہے۔ کیونکہ اس سے غیر ممالک میں تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن مجید و مساجد کی تعمیر کا کام ہوتا ہے۔ جیسے جیسے غلبہ اسلام کے دن قریب آ رہے ہیں تحریک جدید کے اخراجات بھی بڑھتے جا رہے ہیں۔ لہٰذا جلد از جلد زیادہ سے زیادہ چندہ تحریک جدید ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

(خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان)

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

جملہ قائدین مجالس و اراکین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی ضروری آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع امسال مورخہ ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کی تاریخوں میں منعقد ہو رہا ہے خلفائے کرام کے بابرکت ارشادات کی روشنی میں ایسے اجتماعات میں جملہ مجالس کی نمائندگی ضروری ہے۔

لہٰذا قائدین مجالس یا تو خود ضرور تشریف لائیں اور اگر خود تشریف نہ لا سکتے ہوں تو اپنی مجالس سے زیادہ سے زیادہ نمائندگان ضرور بھجوائیں۔ (۲) جن نمائندگان نے سالانہ اجتماع کے بعد واپسی کیلئے ریلوے ریزرویشن کروانی ہے وہ اپنے کوائف سے جلد آگاہ فرمائیں یعنی نام۔ عمر۔ کہاں تک ریزرویشن مقصود ہے۔ (۳) قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کو اجتماع میں شریک ہونے والے نمائندگان کی تعداد سے بھی مطلع فرمائیں تاکہ انکے قیام و طعام کا مناسب انتظام کیا جا سکے اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے آمین۔

(صدر اجتماع کمیٹی خدام الاحمدیہ بھارت)

ربوہ میں آپ کے قدیمی احمدی جیولرز

محمود جیولرز

گولبازار - ربوہ (پاکستان)　فون ۶۸۱ / ۶۸۲

الرشاد بک

آشیلفر ٹشکنٹ

اسلام لا۔ تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کے لئے خدمات حاصل کریں

احمدیہ پراپرٹی ڈیلرز

پروپرائیٹر:- نعیم احمد طاہر - احمدیہ چوک قادیان ۱۴۳۵۱۶

AHMAD. PROPERTY DEALERS

AHMADIYYA CHOWKQADIAN 143516

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم

جیولرز

پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری - نارتھ ناظم آباد کراچی

(فون نمبر ۶۲۹۶۴۳)

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ - ربوہ پاکستان فون: دکان: ۶۴۹ رہائش ۸۴۱

پروپرائیٹر:- حاجی شریف احمد حاجی حنیف احمد کامران

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

پیشکش: بانی پولیمرز کلکتہ ۴۶...۷

ٹیلیفون نمبرز: ۵۲۰۶ --- ۵۱۲ --- ۱۰۲۸ --- ۴۳

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ ۔ کلکتہ ۷۳-۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

CALCUTTA – 700073.

PHONES:- OFFICE:- 275475 RESI:- 273903.

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے!

زدجام عشق ۔/۱۰۰ روپے

حبوب مفید اٹھرا ۔/۴۵ روپے

اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)

تریاقِ معدہ ۔/۱۵ ۔/۸

روشن کاجل

حب جدوار ۔/۲۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA, PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700072.

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار
(دُرِّثمین)

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

15 - SANTHOME HIGH ROAD,

MADRAS – 600004.

PHONE NO.

76360

74350

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہاں میں ۔ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY LTD.

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE:- 6348179 RESI:- 6233389 } BOMBAY-400059.

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS,

DEALERS IN:- TIMBER TEAK POLES, SIZES, FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF:- WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

خدا کی پسندیدہ ۲ دو باتیں

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ:- دو باتیں ایسی ہیں جو زبان پر تو بالکل ہلکی ہیں مگر (قیامت کے دن) ترازو میں بہت بھاری ہوں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہیں۔ یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔

طالبانِ دعا

محمد شفیق سہگل ۔ محمد نعیم سہگل ۔ محمد لقمان جہت گیر ۔ مبشر احمد ۔ ہارون احمد ۔
پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم ۔ کلکتہ ۔

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِىْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسز ۔ مدینہ میدان روڈ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی ۔ فون نمبر: 294

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS,
6 - ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM - MOOSARAZA
PHONE - 605558
BANGALORE - 560002.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس — کورٹ روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس — انڈسٹریز روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو ۔ ٹی وی ۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کے سیل اور سروس

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: عبد الرحیم و عبد الرؤف ۔ مالکان حبیب ساری مارٹ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,
16 - MANGOE LANE,
CALCUTTA - 700001.
تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار ۔ ٹرک ۔ بس ۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں ۔!

ٹیلیفون نمبرز: 28-5222 اور 28-1652

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے!"

(کشتی نوح)

NIR ®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:

آرام دہ ۔ مضبوط اور دیدہ زیب ہوائی چپل نیز ربڑ پلاسٹک اور کھوس کے جوتے!